یا اللہ جل جلالہ صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ حق چار یار

تاریخ اسلام
دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ ہفدہم)

خلیفہ ہفتم
نواسۂ صدیق اکبرؓ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

خلافت و شہادت

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 44

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی
مکتبہ اسلامیہ حنفیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی
0321-5470972

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ ہفدہم) خلافت وشہادت عبد اللہ بن زبیرؓ

سلسلۂ اشاعت: 44 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبد الوحید الحنفی آوڈھر وال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 176

قیمت: 200 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ چکوال www.zedemm.com

طباعت: 17 ذیقعدہ 1433ھ 5 اکتوبر 2012ء جمعۃ المبارک

ناشر: مرحبا اکیڈمی بن حافظ جی میانوالی روڈ ضلع میانوالی 0321-5470972

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو — تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

کتب خانہ مجیدیہ — بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ — بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14

اسلامی کتب خانہ — بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

مکتبہ انوار القرآن — نزد دار العلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344

مکتبہ حنفیہ — اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

باب ... 1 9

خلافت و شہادت خلیفہ ہفتم 9

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ 9

شجرہ نسب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ 12

ابن زبیرؓ نے یزید کی بیعت نہ کی 12

واقعہ حرّہ میں اہل مدینہ آپ کے ساتھ تھے 13

یزیدی فوج کا مکہ مکرمہ کا محاصرہ 13

مدت خلافت 14

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی حکومت کے اہم واقعات 15

عبد اللہ بن زبیرؓ کی شجاعت 16

شہادتِ حسینؓ کے بعد عبد اللہ بن زبیرؓ کی بیعتِ خلافت 17

ابنِ زبیرؓ کے اختلاف کی یزید کو اطلاع .. 19

گورنر مکہ ولید بن عتبہ کا امارت حجاز پر تقرر 20

ولید بن عتبہ کی کارروائی اور عمرو بن سعید کی حکمتِ عملی 20

عمرو بن سعید اور یزید کی ملاقات........ 21

ولید بن عتبہ کی معزولی................. 22

اشرافِ اہل مدینہ کے وفد کی یزید سے ملاقات 23

اہل مدینہ کے تین موٴقف 24

اہل مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہؓ کی بیعت کر لی 24

مدینہ سے بنی اُمیہ کا خط بنام یزید 25

مسلم بن عقبہ کی مدینہ روانگی........... 26

علی بن حسینؓ اور مروان بن حکمؓ کے تعلقات 27

مروان بن حکم حضرت عثمانؓ کے داماد تھے 27

بنی امیہ کا مدینہ سے اخراج۔ علی بن حسینؓ 28

عمرو بن عثمانؓ بن عفان کا پابندی عہد... 29

اہلِ مدینہ کو تین دن کی مہلت 29

اہلِ مدینہ کا لڑنے پر اصرار 30

آغاز جنگ اور مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

31 ....
مدینہ پر مسلم بن عقبہ کا قبضہ 33
علی بن حسینؓ اور مسلم بن عقبہ......... 33
مسلم بن عقبہ کی مکہ کی جانب روانگی 35
حصین بن نمیر کی مکہ پر فوج کشی........ 36
منذر بن زبیرؓ کی شہادت 37
خانہ کعبہ میں آتش زنی کا واقعہ......... 38
یزیدکے حالات، تاریخی روایات پرایک اجمالی نظر.................................. 39
ولادت یزید 39
یزید اور تا ریخی روایات 40
وفاتِ یزید 41
مکہ کے محاصرہ کا خاتمہ اور ابن نمیر کی واپسی 41
ابنِ زبیرؓ اور ابن نمیر کی ابطح میں ملاقات 42
ابن زبیرؓ کا شامیوں کو امان دینے سے انکار 43
حصین بن نمیر کی حضرت علی بن حسینؓ کو خلافت کی پیشکش 44
معاویہ بن یزید کی خلافت سے دستبرداری 46
معاویہ بن یزید کی خلافت 47

باب ... 2 48

عالم اسلام کے ساتویں خلیفہ 48
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت پر ایک نظر 48
یزید کے انتقال کے بعد عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافت 50
مروان بن حکمؓ کی بیعت و خلافت....... 52
دمشق میں ابنِ زبیرؓ کے حق میں ضحاکؓ بن قیس کی بیعت........................... 52
دمشق پر مروان بن حکمؓ کا قبضہ 54
حاکم حمص نعمان بن بشیر انصاریؓ کی شہادت 55
حضرت نعمان بن بشیر انصاریؓ کا اجمالی تعارف 55
ابنِ زبیرؓ کے بھائی مصعب بن زبیرؓ کی جنگ
مروان کا مصر پر قبضہ 58
یزید کی بیوہ سے مروان بن حکمؓ کا نکاح . 59
ابنِ زبیرؓ سے خوارج کا اختلاف اور علیحدگی 60

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت ابنِ زبیرؓ کا حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی تائید کرنا 61
ابنِ زبیرؓ کی حضرت عثمانؓ کے بارے میں جوابی تقریر 62
خوارج کی حضرت ابنِ زبیرؓ سے علیحدگی . 64
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے لشکر کی خوارج سے جنگ 64
امارت کوفہ پر عبداللہ بن یزید کا تقرر .. 67
مختار ثقفی کی کوفہ روانگی اور ٦٦ ھ میں کوفہ پر قبضہ 68
مختار بن ثقفی کی کوفہ میں آمد اور محمد بن حنفیہ کی حمایت کا دعویٰ 68
یزید کے انتقال کے بعد قاتلانِ حسینؓ سے انتقام 69
سلیمان بن صردؓ کا مشورہ کہ قاتلانِ حسینؓ روسائے کوفہ ہیں 70
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے گورنر نے مخالفت نہیں کی 71
توابین کا نخیلہ میں اجتماع ہوا 72
ابنِ زیاد پر حملہ کرنے کا مشورہ 73
ابنِ زیاد پر حملہ کا منصوبہ 74
توابین کا نخیلہ سے ویرا عور تک سفر 75
ابنِ ذالکلاع کی کمک 76
سلیمانؓ بن صرد شہید ہو گئے 76
مسیب بھی شہید ہو گئے 77
عین الورہ جنگ کا خاتمہ 77
رفاعہ کی کوفہ کی طرف مراجعت 77
عبد الملک بن مروان کو فتح کی اطلاع ... 78
مختار ثقفی کا دعویٰ 78
مختار ثقفی کا رفاع بن شداد کے نام خط . 79
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سفارش . 80
مختار ثقفی کی رہائی 81
مختار ثقفی کی حمایت میں اضافہ 81
عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کا امارت کوفہ پر تقرر 82
ابنِ مطیع رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں خطاب 82
مختار ثقفی کون تھا؟ 83
مختار ثقفی کی ابنِ زبیرؓ کی حمایت میں شامیوں سے جنگ 85
محمد بن حنفیہؒ کی تائید 86
مختار ثقفی اور ابراہیم بن مالک کا معاہدہ 88
مختار ثقفی کی کوفہ میں بغاوت 89

مختار ثقفی کا اہلِ کوفہ سے خطاب اور اس کی بیعت 92
مختار ثقفی کا ابنِ مطیعؓ سے حسنِ سلوک .. 92
حضرت عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ 93
مال غنیمت کی تقسیم 94
قاتلین حسینؓ کا انجام 95
شمر ذی الجوشن کا قتل 95
عبد اللہ بن اسید کا قتل 96
زید بن مالک اور عمران بن خالد کا قتل . 97
عمرو بن سعد بن ابی وقاص کا قتل 97
عمرو بن سعد کا قتل 98
حفص بن عمرو بن سعد کا قتل 99
بصرہ میں بغاوت کی ناکامی 99
کوفہ میں مختار کا تسلط اور قتل وقتال ... 100
مختار کے حامی قاتلانِ حسنؓ کا انجام 104
عبیدہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ 106
ابن زیاد کا قتل 107
آغازِ جنگ، قتل شہدائے کربلا کا انتقام 109
حصین بن نمیر کا قتل 109
ابن زیاد کا سر، علی بن حسینؓ کے پاس مدینہ میں 110
واقعہ کربلا کے وقت ابن زیاد کی عمر ۱۸ سال تھی 111
ابن زیاد کی تمنا اور شہادت حسینؓ پر افسوس 112
مختار ثقفی کا ابنِ زبیرؓ کے قتل کا منصوبہ 113
مختار ثقفی کی ابن زبیرؓ سے اعانت طلبی 113
ابنِ زبیرؓ کی جانب سے عمر بن عبد الرحمٰن عامل کوفہ 114
زائد بن قدامہ اور عمر بن عبد الرحمٰن کی ملاقات 115
عمر بن عبد الرحمٰن کی مراجعت 115
عبد اللہ بن زبیرؓ کو مختار ثقفی کی اعانت فوج کی پیشکش 116
شرجیل بن ورس الہمدانی کی روانگی 117
مختار ثقفی کے بارے میں ابنِ زبیرؓ کا خدشہ 117
شرجیل بن ورس کی فوج کے لیے رسد کی فراہمی 118
مختار کا دعویٰ نبوت اور کرسیٔ علی رضی اللہ عنہ . 119
مصعب بن زبیرؓ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی

124 ....
مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب اور مصعب ابنِ زبیرؓ سے مقابلہ 124
کوفہ پر حملہ کی تیاری 125
کوفہ پرمصعب بن زبیرؓ کا قبضہ 128
مختار ثقفی کا قتل 130
مختار ثقفی کے ہمراہیوں کی گرفتاری ... 130
محصورین کے بارے میں مشورہ 131
مختار ثقفی کی حکومت ختم ہوگئی 133
مختار ثقفی کے کفریہ عقائد 134
نواسہ صدیقِ اکبرؓ مصعب بن زبیرؓ 135
کوفہ میں ۷۱ھ کی دوسری کربلا 135
نواسۂ صدیقِ اکبرؓ مصعب بن زبیرؓ کی شہادت 135
عبد الملک کی جنگی تیاریاں 137
مصعب بن زبیرؓ کی شہادت 139
کوفیوں کی نواسہ رسول ﷺ کے بعد پھر غداری 141
نواسہ صدیقِ اکبرؓ سے غداری 142
نواسہ صدیقِ اکبرؓ کی جرأتِ ایمانی 143
اہلِ عراق کی مصعب بن زبیرؓ سے غداری 145
عبد الملک کی مصعب بن زبیرؓ کو امان کی پیشکش 146
مصعب بن زبیرؓ کا قاتل 146
کوفیوں نے عبدالملک کی بیعت کر لی .. 147
عیسیٰ بن مصعب بن زبیرؓ اور مصعب کی تدفین 148
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا مصعب بن زبیرؓ کی شہادت پر خطبہ 149
عبد الملک کی اہلِ کوفہ کو دعوت 151
باب ... 3 152
عبد الملک اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما 152
حجاج بن یوسف کی عبد اللہ بن زبیرؓ سے مقابلہ کے لیے روانگی 154
حجاج بن یوسف کی مکہ روانگی 155
طارق بن عمرو کی کمک ۵۰۰۰ فوج 156
طارق بن عمر کی مکہ آمد 156
حجاج بن یوسف نے حج کرایا 157
ابن زبیرؓ نے ۶ ماہ ۱۷ روز تک جنگ کی 157

عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھیوں کی علیحدگی
157 ....
حضرت ابن زبیرؓ کا حضرت اسماءؓ سے مشورہ
158 ....
حضرت اسماءؓ اور ابن زبیرؓ کی گفتگو..... 158
ابنِ زبیرؓ کا والدہ کے سوال کا جواب . 159
حضرت اسماءؓ کا اطمینان............. 160
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی دعا...... 161
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی والدہ سے آخری
ملاقات 162
حضرت اسماءؓ کی ابنِ زبیرؓ کو صبر کی تلقین
162 ....
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا اپنے ساتھیوں
سے خطاب 164
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شجاعت ... 165
مکہ کی ناکہ بندی 166
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت ... 167
حضرت اسماءؓ بنتِ صدیقؓ کا صبر 168
طارق بن عمرو کا ابن زبیرؓ کے متعلق اعتراف
169 ....
اہلِ مکہ کی عبد الملک بن مروان کی بیعت
170 ....
خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر............... 170
آخری صحابیؓ خلیفہ 171
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا دورِ خلافت
172 ....
بنی امیہ کی کل مدتِ حکومت وخلافت 173
بنو امیہ کی حکومت اندلس میں 175
دورِ خلافت کا احیاء..................... 175

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باب... 1

خلافت و شہادت خلیفہ ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَاءِهِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ولادت: ۲ھ، شہادت: ۷۳ھ، عمر ۷۱ سال، مدتِ خلافت ۹ سال

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مہاجرین صحابہؓ میں پہلے بچے ہیں جو ہجرت کے بعد ۲ھ میں دورانِ ہجرت حضرت اسماءؓ کے بطن سے قبا، مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد حضرت زبیرؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

اور آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیٹی تھیں۔

عبداللہ بن زبیرؓ کا نام رسول اللہ ﷺ نے رکھا۔

کنیت نانا کے نام ابو بکر صدیقؓ پر رکھی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب

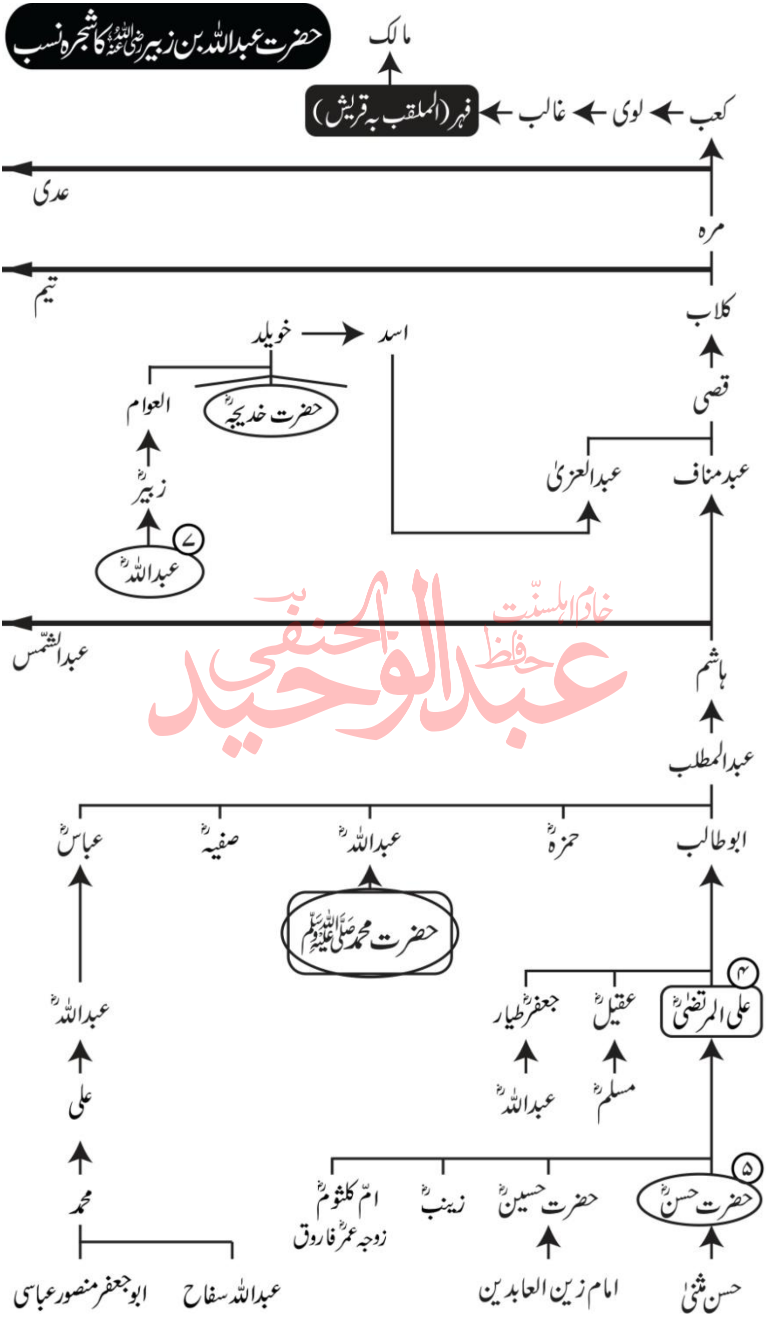

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

خلفائے صحابہ رضی اللہ عنہم کا شجرہ نسب

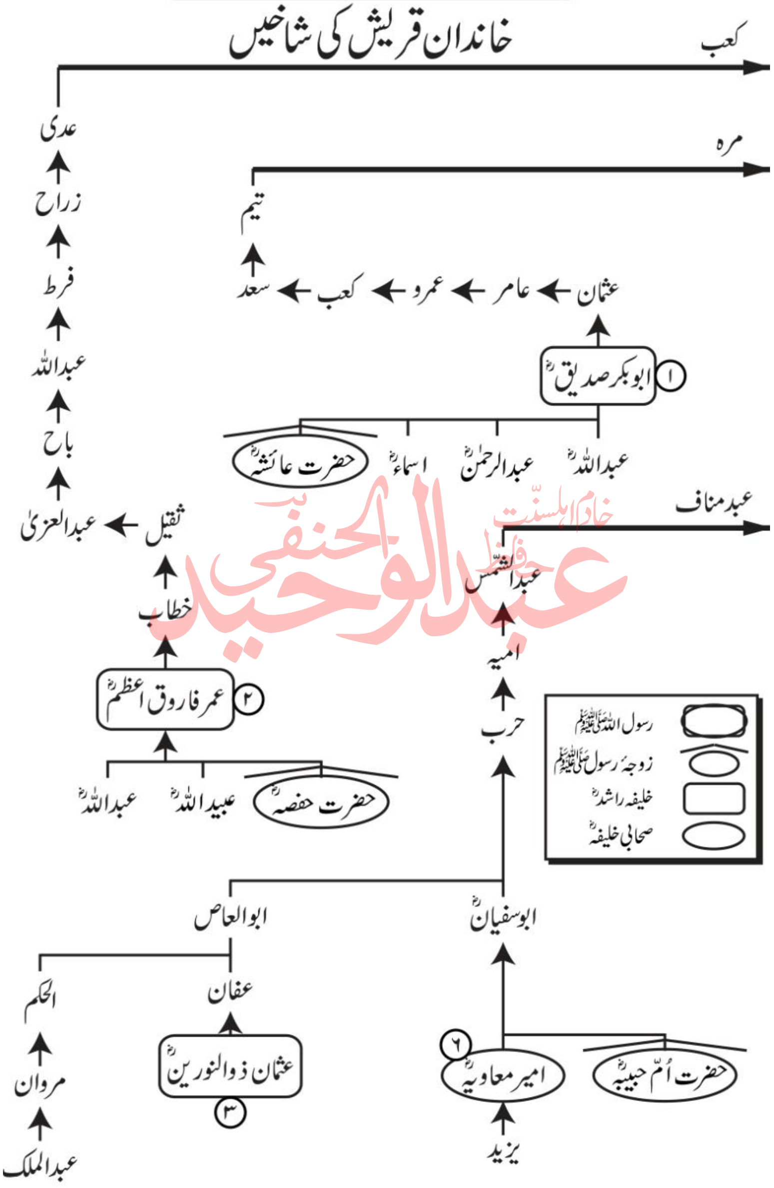

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی حفظہ

حضرت ابو بکرؓ صدیق نے کان میں اذان دی۔

والدہ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ صدیق نے سب سے پہلے آپ کو حضور ﷺ کی گود میں دیا۔ آپ ﷺ نے کھجور چبا کر عبد اللہ بن زبیرؓ کے منہ میں رکھی۔ اور اس طرح جو چیز سب سے پہلے ان کے شکم میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کے منہ کا لعاب مبارک تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کے واسطے دعاء برکت فرمائی۔

بڑے عابد، ذکی الطبع، بارعب اور حق کی پاسداری کرنے والے تھے۔ ۸ برس کی عمر میں حضور ﷺ کی بیعت کی۔ [1]

شجرہ نسب حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ

چھٹی پشت میں آپ کا شجرہ نسب آنحضرت ﷺ کے شجرہ نسب میں حضرت قصی سے مل جاتا ہے۔

عبد اللہ بن زبیرؓ حضرت ابو بکرؓ صدیق کے نواسے ہیں۔

ان کی دادی حضرت صفیہؓ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہیں۔

ابن زبیرؓ نے یزید کی بیعت نہ کی

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے بھی نواسہ رسول حضرت حسینؓ کی

[1] اکمال فی اسماء الرجال، مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۳

طرح یزید کی بیعت نہ کی اور مدینہ سے مکہ جا کر مقیم ہو گئے۔

شہادت حسینؓ کے واقعہ کے بعد آپ نے ۶۴ھ میں مکہ معظمہ میں بیعت خلافت لی تھی اور مکہ مکرمہ کو ہی دارالخلافہ بنایا۔

حجاز، یمن، عراق اور خراسان کے لوگ آپ کو مانتے تھے۔

واقعہ حرّہ میں اہل مدینہ آپ کے ساتھ تھے

محرم ۶۱ھ میں شہادت حسینؓ کی خبر آنے پر اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ کر اکثریت نے آپ کی بیعت کر لی اور یزید کے مقرر کردہ عامل کو مدینہ سے نکال دیا۔

اس پر یزید نے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں مدینہ پر فوج بھیجی۔ جس نے محاصرہ کر کے اہل مدینہ کو اطاعت پر مجبور کیا۔ لیکن اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ اور عبداللہ بن مطیعؒ کی قیادت میں یزیدی فوجوں سے جنگ کی اور قریب تھا کہ یزیدی فوج شکست کھا جاتی، لیکن ایک سازش سے اہل مدینہ کامیاب نہ ہو سکے اور یزیدی فوجوں کا غلبہ ہو گیا۔

پھر یزیدی فوجیں مکہ کی جانب بڑھیں۔ راستہ میں مسلم بن عقبہ نے حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنایا اور خود انتقال کر گیا۔

یزیدی فوج کا مکہ مکرمہ کا محاصرہ

واقعہ حرہ کے بعد یزیدی فوجوں نے حصین بن نمیر کی قیادت میں مکہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

معظمہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کے دوران یزید کے انتقال کی خبر پہنچنے پر یزیدی فوج محاصرہ ختم کرکے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ایک معاہدہ کے تحت طواف کعبہ کرکے واپس شام چلی گئی۔ یزیدی فوج نے آپ سے صلح کی کوشش کرکے خلیفہ ماننے کی پیشکش کی لیکن آپ نے ان کی صلح کی پیشکش مسترد کر دی۔

مدت خلافت

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کے انتقال کے بعد باقاعدہ ۶۴ھ (۶۸۵ء) سے ۷۳ھ (۶۹۵ء) تک ۹ سال خلافت و حکومت کی۔ یہ آخری صحابیؓ خلیفہ ہیں جن کو خلافت و حکومت نصیب ہوئی۔

دوسری طرف یزید کے انتقال کے بعد خانہ جنگی میں مروان بن حکم غالب آگئے اور شام کے علاقہ میں حکومت بنالی۔ ۹ ماہ حکومت کرنے کے بعد انتقال کر گئے اور ان کے بیٹے عبدالملک بن مروان خلیفہ بن گئے۔ اُن کے دور حکومت میں اُن کے عامل حجاج بن یوسف نے ۷۳ھ میں مکہ کا محاصرہ کرکے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو خلافت چھوڑنے کے لیے ۶ ماہ تک دباؤ ڈالا لیکن آپ نے خلافت چھوڑنے سے انکار کر دیا اور آخر حجاج بن یوسف سے لڑائی میں ۱۷ جمادی الثانیہ ۷۳ھ کو شہادت پا گئے۔ آپ کا مزار مکہ معظمہ جنت المعلیٰ میں ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی حکومت کے اہم واقعات

آپ کی پیدائش ہجرت کے پہلے سال ہوئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ شوال ۲ ھ میں ہوئی تھی۔(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۳۶۱)

حضرت ابن عباسؓ کے پاس حضرت ابن زبیرؓ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: وہ اسلام میں عفیف، قرآن کے قاری، روزے دار اور شب زندہ دار تھے۔ ان کے باپ حضرت زبیرؓ اور ماں حضرت اسماءؓ اور نانا حضرت ابو بکرؓ اور والد کی پھوپھی حضرت خدیجہؓ اور آپ کی دادی حضرت صفیہؓ بن عبد المطلب اور خالہ حضرت عائشہؓ تھیں۔(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۶۴)

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے رخساروں پر تھوڑی تھوڑی داڑھی تھی۔ آپ کی داڑھی ساٹھ سال کی عمر تک برابر نہیں ہوئی۔[1]

آپ کی بیعت ۷ رجب ۶۴ ھ کو ہوئی تھی۔[2]

کئی طریق سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے رسول اللہ! صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا خون پیا ہے۔ آپ ؐ نے ایک طشت میں

---

[1] یعنی اطلس تھے کہ داڑھی کے بال نہیں تھے یا تھوڑے تھوڑے تھے۔

[2] البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۳۶۵

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حفظ

پچھنے لگوائے اور اُن کا خون عبد اللہ بن زبیرؓ کو دیا کہ وہ اسے گرا دے تو وہ لے جا کر بجائے گرانے کے اسے پی گئے۔ جب وہ واپس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے خون کے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اُسے پی لیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میرے علم و ایمان میں اضافہ ہو اور یہ کہ میرے جسم میں رسول اللہ! ﷺ کے جسم کا کوئی حصہ ہو اور میرا جسم زمین کے مقابلہ میں اس کا زیادہ حق دار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے بشارت ہو کہ آگ تجھے کبھی نہیں چھوئے گی اور لوگ تجھے تکلیف دیں گے اور لوگوں کو تجھ سے تکلیف پہنچے گی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۴۴)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عبد اللہ بن زبیرؓ کی شجاعت

آپ حضرت ابن ابی سرحؓ کے ساتھ افریقہ کی جنگ میں شامل تھے۔ بربر قوم کے مقابلہ پر آئے، وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور مسلمان صرف بیس ہزار تھے۔ پس انہوں نے ہر جانب سے انہیں گھیر لیا اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ مسلسل تدبیر کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ تیس سواروں کے ساتھ سوار ہو کر شاہِ بربر کی طرف چل دیئے۔ اور وہ فوج کے پیچھے تنہا کھڑا تھا۔ پس آپ چلتے چلتے اس کے پاس پہنچ گئے اور لوگ یہ خیال کر رہے تھے

کہ آپ بادشاہ کے پاس خط لے کر جا رہے ہیں۔اور جب بادشاہ کو سمجھ آئی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اسے پیچھے سے مل کر قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اسے نیزے کی نوک پر رکھ کر تکبیر کہی تو مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔انہوں نے بربر پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا۔(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۳۴۸)

شہادتِ حسینؓ کے بعد عبد اللہ بن زبیرؓ کی بیعتِ خلافت

عبد اللہ بن زبیرؓ نے یزید سے اختلاف کرتے ہوئے اس کی خلافت سے خلع کیا اور لوگوں سے بیعت لی۔

جب حضرت حسینؓ شہید ہوگئے تو ابنِ زبیرؓ نے اہلِ مکہ سے حمد و صلوٰۃ کے بعد اس باب میں ایک تقریر کی۔اس واقعہ کو بہت اہمیت دی اور اہلِ کوفہ کی خصوصاً اور اہلِ عراق کی عموماً ملامت کی۔کہا کہ اہلِ عراق چند لوگوں کے سوا سب کے سب غدار و بدکار ہیں اور بدترین اہلِ عراق کوفہ والے ہیں۔

حسینؓ کو انہوں نے اس لیے بلایا کہ ان کی نصرت کریں گے۔ ان کو اپنا فرماں روا بنائیں گے۔جب وہ ان کے پاس چلے گئے تو ان سے لڑنے کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یا تو اپنا ہاتھ ہمارے

ہاتھ میں دے دیں یا ہم تمہیں بغیر لڑے بھڑے ابنِ زیاد پسر سمیہ کے پاس بھیج دیں گے کہ جو وہ سلوک تم سے کرنا چاہے کرے۔ ورنہ ہم سے جنگ کرو۔

واللہ! حسینؓ اس بات کو سمجھ نہ سکے کہ اس انبوہِ کثیر میں وہ اور اُن کے انصار تھوڑے سے ہیں۔ اللہ نے یہ علم غیب تو کسی کو نہیں دیا کہ وہ سمجھتے کہ قتل ہی ہو جائیں گے۔ لیکن وہ عزت سے مر جانا، اس بُری زندگی سے بہتر سمجھے۔ اللہ رحم کرے حسینؓ پر اور ان کے قاتل کو ذلیل کرے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان سے لوگوں کا اختلاف کرنا اور نافرمانی ظاہر کرنا، متنبہ ہو جانے کے لیے کافی تھا۔ لیکن جو مقدر میں ہے، وہ ہوتا ہے اور اللہ جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ نہیں ٹلتی۔

کیا حسینؓ کے بعد بھی ہم ان لوگوں کی طرف سے اطمینان رکھ سکتے ہیں؟ کیا ان کی بات کو ہم مان سکتے ہیں؟ کیا ان کے عہد و پیمان کو ہم قبول کر سکتے ہیں؟ نہیں نہیں۔ ہم انہیں اس لائق نہیں سمجھتے۔

سنو! واللہ! ان لوگوں نے ایسے شخص کو شہید کیا ہے جو زیادہ تر قائم اللیل اور اکثر صائم النہار اور ان سے بڑھ کر ریاست کا حق دار اور دین میں امارت کا سزاوار تھا۔

واللہ! وہ ایسے نہ تھے کہ قرآن کے بدلے غنا کریں اور خوفِ خدا میں رونے کے بجائے گیت گایا کریں۔۔۔اور حلقہ ذکر و فکر سے نکل کر شکار کے لیے سوار ہوں۔۔۔۔۔

ابنِ زبیرؓ کی یہ تقریر سن کر ان کے اصحاب ان کی طرف دوڑے۔ کہا: اے ابنِ زبیرؓ! اپنی بیعت کا اعلان کر۔ جب حسینؓ ہی نہ رہے تو اب کون تم سے امرِ خلافت میں نزاع کرے گا؟[1]

ابنِ زبیرؓ کے اختلاف کی یزید کو اطلاع

یزید پر جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابنِ زبیرؓ نے مکہ میں لوگوں کو جمع کیا ہے، اس نے پیغام پہنچانے والا مکہ بھیجا اور پیغام پہنچانے والا ابنِ زبیرؓ کے پاس پہنچا۔ ابنِ زبیرؓ نے یہ پیغام سُن کر کہا:

واللہ! وہ کمزور و ناتواں شخص میں نہیں ہوں۔

اور ایک خوبی کے ساتھ اس پیغامی کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد مکہ میں ابنِ زبیرؓ کی شان بلند ہوگئی۔

مدینہ والوں نے بھی عبد اللہ بن زبیرؓ سے خط و کتابت کی۔ لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ جب حسینؓ ہی نہ رہے تو اب کوئی ابنِ زبیرؓ سے نزاع نہیں کرے گا۔ (تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص۲۴۸)

---

[1] طبری ج۴ حصہ اول ص۲۴۸

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

گورنر مکہ ولید بن عتبہ کا امارت حجاز پر تقرر

عمرو بن سعید بن العاصؓ عامل مکہ نے جب دیکھا کہ لوگ ابنِ زبیرؓ کی طرف مڑ پڑے ہیں اور ان کی اطاعت کر رہے ہیں تو وہ ان سے نرمی کے ساتھ معاملات و مدارات کرنے لگے۔

ولید بن عتبہ اور اس کے ساتھ لوگوں نے یزید سے کہا کہ عمرو بن سعید اگر چاہتے تو ابنِ زبیرؓ کو گرفتار کر کے تمہارے پاس بھیج چکے ہوتے۔ اس پر یزید نے ولید بن عتبہ کو حجاز کا امیر بنا کر روانہ کر دیا اور عمرو بن سعید بن العاصؓ کو معزول کر دیا۔

یہ ذی الحجہ ۶۱ ھ کا واقعہ ہے اور اس سال کا حج لوگوں نے ابنِ زبیرؓ کے ساتھ کیا۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۵۰)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ولید بن عتبہ کی کارروائی اور عمرو بن سعید کی حکمتِ عملی

ولید بن عتبہ نے مدینہ جاکر عمرو بن سعید کے بہت سے غلاموں اور موالی کو پکڑ کر قید کر لیا۔ عمرو بن سعید وہاں سے روانہ ہوگئے اور مدینہ سے دو راتوں کے فاصلہ پر جا کر ٹھہرے اور اپنے موالی اور غلاموں کو جو قریب تین سو کے تھے، یہ لکھ کر پیغام بھیجا کہ میں ہر شخص کے لیے ایک ایک اونٹ بھیجتا ہوں۔

جب میرا پیغام پہنچے تو زندان کو توڑ کر ہر ایک شخص ایک ایک اونٹ پر سوار ہو کر سب کے سب میرے پاس چلے آئیں۔

چنانچہ سب نے دروازہ توڑا اور اونٹوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے عمرو بن سعید کے پاس پہنچ گئے۔(تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص۲۵۱)

عمرو بن سعید اور یزید کی ملاقات

عمرو بن سعید ان احباب کے پہنچنے کے بعد یزید کے پاس پہنچے اور یزید نے ان کا استقبال کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔اور پھر ابنِ زبیرؓ کے بارے میں جو اُس نے احکام بھیجے تھے، اُن پر عمل نہ کرنے کی وجہ پوچھی۔عمرو بن سعید نے کہا:

امیر المومنین! جو شخص محل وقوع کے مقام پر موجود ہوتا ہے، مناسب و نامناسب کو وہی خوب جانتا ہے۔ تمام مکہ والے، مدینہ والے ابنِ زبیرؓ کی طرف مائل اور اس کی ریاست کے خواہاں تھے۔اس کے بارے میں اپنی رضا مندی ظاہر کر چکے تھے۔ بعض لوگ بعض کو علانیہ یا خفیہ دعوتِ بیعت دے رہے تھے۔ میرے پاس ایسا لشکر بھی نہ تھا، جس سے میں ان کا مقابلہ کر کے ان پر غالب آسکتا۔وہ مجھ سے عذر کرتے تھے اور بچ بچ کر چلتے تھے۔میں ان سے نرمی و مدارات سے پیش آتا تھا۔اب تم نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ولید کو بھیجا ہے۔ دیکھنا، وہ کیا کرتا ہے اور اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟ ان شاء اللہ اس سے تمہیں میری قدر ہوگی کہ تمہارے امور میں میں نے کیسی خیر خواہی کی ہے۔

یزید نے کہا: تم سچ کہتے ہو اور جن لوگوں نے تمہاری طرف سے لگائی بجھائی کر کے تمہارے معزول کرنے پر مجھے آمادہ کیا، وہ سب جھوٹے ہیں۔ تم پر مجھے بڑا بھروسہ ہے۔ تم سے مجھے اعانت کی اُمید ہے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی

ولید بن عتبہ نے دیکھا کہ عبد اللہ بن زبیرؓ نہایت کثیر الحذر ہیں اور اپنی حفاظت کیے ہوئے ہیں۔

شہادتِ حسینؓ کے بعد نجدہ بن عامر نے بھی ہمامہ میں یزید کی مخالفت کی تھی۔ ادھر ابنِ زبیرؓ بھی مخالفت کر رہے تھے۔

ابنِ زبیرؓ نے ولید بن عتبہ کے بارے میں ایک تدبیر کی۔ یزید کو یہ لکھ بھیجا:

تم نے کس بے وقوف کو یہاں بھیجا ہے جو کسی عقل کی بات پر توجہ نہیں کرتا۔ کسی عاقل کے سمجھانے سے باز نہیں آتا۔ اگر کسی خوش اخلاق و تواضع پسند آدمی کو یہاں بھیجتے تو مجھے اُمید ہے کہ بہت سی دشواریاں آسان ہو جاتیں اور تفرقہ اُٹھ

جاتا۔اس بارے میں غور کرو کہ ان شاء اللہ خاص و عام کی اسی میں بہتری ہے۔والسلام

اس خط پر یزید نے ولید بن عتبہ کو معزول کر کے اس کی جگہ عثمان بن محمد بن ابی سفیانؓ کو مقرر کیا۔[1]

اشرافِ اہل مدینہ کے وفد کی یزید سے ملاقات

مدینہ کے نئے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیانؓ نے اہلِ مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس روانہ کیا۔اس وفد میں عبد االلہ بن حنظلہ انصاریؓ (غسیل ملائکہ کے بیٹے)،عبداللہ عمروؓ مخزومی،منذر بن زبیرؓ اور اشرافِ مدینہ میں سے بہت سے لوگ ان کے ساتھ تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وفد یزید کے پاس آیا تو وہ سب سے اکرام و احسان کے ساتھ پیش آیا۔سب کو انعام و جائزہ سے سرفراز کیا۔

وہاں سے سب لوگ مدینہ میں واپس آئے مگر منذر بن زبیرؓ بصرہ میں ابنِ زیاد کے پاس چلے گئے۔ مدینہ واپس آنے والے لوگوں نے اہلِ مدینہ کے سامنے یزید کے بارے میں ملے جلے تاثرات پیش کیے۔(تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص۲۵۲)

[1] تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص۲۵۲

اہل مدینہ کے تین موقف

اہل مدینہ میں سے تین موقف سامنے آئے۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بیعت کر لی تھی لیکن واقعہ کربلا اور شہادتِ حسینؓ کے بعد انہوں نے بھی یزید کی حمایت نہ کی اور نہ ہی جنگ میں حصہ لیا۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن حنظلہؓ، حضرت عبد اللہ بن مطیعؓ، حضرت معقل بن سنانؓ، محمد بن حزم انصاریؓ اور بشیر بن ابی زیدؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ نے یزید کی بیعت توڑ دی۔

(۳) حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ، حضرت محمد بن حنفیہؒ، حضرت امام زین العابدینؒ نے بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔

عبدالوحید الحنفی

اہل مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہؓ کی بیعت کر لی

اہل مدینہ میں سے لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے یزید کی بیعت توڑ کر عبد اللہ بن حنظلہؓ کی

بیعت کر کے انہیں اپنا حاکم بنالیا اور یزید کو خلافت سے معزول کر کے اُس کی طرف سے مدینہ پر عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیانؓ اور اس کے حامی تمام بنی امیہ اور ان کے موالی اور ہم

خیال قریش میں سے جتنے مدینہ میں موجود تھے، سب پر حملہ کر دیا۔ یہ سب آدمی ایک ہزار کے قریب ہوں گے، وہاں سے نکل کر مروان بن الحکمؓ کے گھر کی طرف آئے۔ لوگوں نے ان کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔

بنی اُمیہ میں سے مروان بن الحکمؓ اور عمرو بن عثمان بن عفانؓ نے حبیب بن کرہ کو بلا بھیجا۔ اس وقت مروان بن الحکمؓ ہی وہ شخص تھے، جو ان سب کے امیر تھے۔ عاملِ مدینہ عثمان بن محمد بن ابی سفیانؓ تو ایک کم سن نوجوان تھے۔ ان کی رائے کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مدینہ سے بنی اُمیہ کا خط بنام یزید

تمام بنی اُمیہ کی طرف سے ایک خط یزید کو لکھا گیا۔ اس خط کو لے جانے پر ابن کرہ کو مقرر کیا گیا۔ عبد الملک بن مروان خط کو لے کر ابن کرہ کے ساتھ ساتھ ثنیۃ الوداع کے مقام تک آئے۔ یہاں آکر خط ابن کرہ کو دے دیا اور یہ کہا کہ تمہارے لیے بارہ دِن جانے کے اور بارہ دِن آنے کے مقرر کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ چوبیسویں دِن تم مجھے اسی مقام پر اپنے انتظار میں پاؤ گے۔

خط کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہم لوگ مروان بن حکمؓ کے گھر میں محصور ہوگئے ہیں۔ ہم پر پانی بند ہے اور اناج کو ہم خود چھینک آئے ہیں۔ فریاد ہے فریاد۔

ابن کرہ یہ خط لے کر یزید کے پاس پہنچا اور خط پیش کیا۔ قاصد نے بتایا: امیرالمومنین تمام خلقت نے ان پر ہجوم کر لیا۔ اس جماعت سے لڑنے کی طاقت ان میں نہ تھی۔[1]

مسلم بن عقبہ کی مدینہ روانگی

یزید نے ابن کرہ کو مسلم بن عقبہ کو بلانے بھیجا اور جب وہ آیا تو یزید کی طرف سے حجاز میں جانے کے لیے وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور ابن زیاد کو یزید نے لکھا کہ تم ابنِ زبیرؓ سے لڑنے کے لیے روانہ ہوجاؤ۔ لیکن ابن زیاد نے انکار کردیا۔

یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ لشکر دے کر روانہ کردیا۔ یزید نے اس کو حکم دیا کہ تم پر کچھ بن جائے تو لشکر کا رئیس حصین بن نمیر کو بنانا۔ اور لوگوں کو تین دن کی مہلت دینا۔ مان جائیں تو جنگ نہ کرنا ورنہ ان سے قتال کرنا۔

1 طبری ج۴ حصہ اول ص۲۵۴

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور علی بن حسینؓ سے رعایت کرنا۔ ان کے ساتھ نیکی کرنا۔ ان کو اپنے قریب بٹھانا۔ جن لوگوں نے میری مخالفت کی ہے وہ ان میں شریک نہیں۔ میرے پاس ان کا خط آیا ہے۔[1]

علی بن حسینؓ اور مروان بن حکمؓ کے تعلقات

علی بن حسینؓ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی کہ یزید نے ان کے بارے میں مسلم بن عقبہ سے رعایت کی سفارش کی ہے۔ بنی اُمیہ جب شام کی طرف روانہ ہوئے۔ تو مروان بن حکمؓ کی زوجہ جو ابان بن مروان کی ماں ہیں۔ یعنی عائشہ بنت عثمانؓ بن عفان نے مروان کے تمام سازو سامان کے ساتھ علی بن حسینؓ کے یہاں آکر پناہ لی تھی۔ (تاریخ طبری ج۴ حصہ اوّل ص۲۲۵۷)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مروان بن حکم حضرت عثمانؓ کے داماد تھے

بنی اُمیہ جب مدینہ سے نکالے گئے تو مروان بن حکمؓ نے علی بن حسینؓ سے جب کہا کہ تم میرے قرابت دار ہو، میرے اہلِ بیت، تمہارے اہلِ بیت کے ساتھ رہیں گے۔ تو انہوں نے منظور کر لیا۔ مروان نے اپنے عیال کو علی بن حسینؓ کے گھر بھیج دیا۔ یہ ان

---

[1] طبری ج۴ حصہ اول ص۲۵۶

لوگوں کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ سے باہر ینبع میں لے کر چلے آئے وہیں سب کو رکھا۔ مروان بن حکمؒ ان کا شکر گزار تھا اور ان دونوں میں قدیم سے محبت تھی۔[1]

بنی امیہ کا مدینہ سے اخراج۔ علی بن حسینؒ

مدینہ والوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلم بن عقبہ لشکر لے کر مدینہ آ رہا ہے تو انہوں نے مروان کے گھر میں بنی امیہ کو جا کر گھیر لیا اور اس معاہدہ پر کہ کوئی چھپا ٹھکانہ مخالف کو نہیں بتائیں گے مدینہ سے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ یہ اپنا مال و اسباب لے کر وادی القریٰ میں جا کر مسلم بن عقبہ سے ملے۔

عائشہ بنت عثمان ذوالنورینؓ طائف کی طرف روانہ ہوئیں۔ علی بن حسینؒ کی کچھ زمین مدینہ کے باہر تھی وہ مدینہ سے نکل کر یہیں عزلت گزیں ہو گئے تھے، تاکہ وہاں کے کسی امر میں نہ شریک ہوں۔

عائشہ بنت عثمان ذوالنورینؓ طائف جانے لگیں تو علی بن حسینؒ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو طائف ان کے ساتھ بھیج دیا۔ اور یہ وہاں ہی ان کے پاس رہے۔ (طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۲۵۶)

---

[1] تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ۲۵۶

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

عمرو بن عثمانؓ بن عفان کا پابندی عہد

مسلم بن عقبہ نے بنی امیہ میں سے عمرو بن عثمانؓ بن عفان کو بلا بھیجا اور کہا وہاں کا حال بتاؤ۔ اور کچھ مشورہ دو۔ انہوں نے کہا میں کچھ بھی بتا نہیں سکتا کیوں کہ ہم لوگوں سے عہد و میثاق اسی بات کا لیا گیا ہے کہ ہم کوئی چھپا ہوا موقع نہ بتائیں گے اور مخالف کی تقویت نہ کریں گے۔ یہ سن کر ابن عقبہ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا واللہ! اگر تم عثمانؓ کے فرزند نہ ہوتے تو میں سزا دیتا۔ اور بخدا اب میں کسی قریشی کی یہ بات نہ سنوں گا۔

عمرو بن عثمانؓ یہ درشتی اس کی دیکھ کر اپنے ساتھیوں میں چلے آئے۔ (طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۲۲۵۷)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہلِ مدینہ کو تین دن کی مہلت

مسلم بن عقبہ زمین حرہ پر ہوتا ہوا مشرق کی طرف اہلِ مدینہ کے مقابل میں جا کر اترا۔ سب کو بلا کر کہا۔ اے اہلِ مدینہ! امیر المومنین یزید کا یہ خیال ہے کہ تم لوگ اصل ہو۔ تمہارا خون بہانا مجھے گوارا نہیں۔ تمہارے لیے تین دن کی مہلت میں مقرر کرتا ہوں جو کوئی تم میں سے باز آجائے گا اور حق کی طرف

رجوع کرے گا۔ ہم اس کا عذر قبول کر لیں گے اور یہاں سے واپس چلے جائیں گے اور ابنِ زبیرؓ کی طرف جو مکہ میں ہے متوجہ ہوں گے۔ اور اگر تم لوگ نہ مانو گے تو یہ سمجھ لو کہ ہم حجت تمام کر چکے۔ تین دن ہوگئے تو مسلم بن عقبہ نے کہا اے اہلِ مدینہ! تین دن ہوگئے اب بتاؤ تم کو کیا منظور ہے۔ صلح کرتے ہو، لڑنا چاہتے ہو۔ اہلِ مدینہ نے کہا: ہم لڑیں گے۔

مسلم بن عقبہ نے کہا: ہر گز ایسا نہ کرو بلکہ تم سب اطاعت اختیار کرو۔ ہم سب مل کر اپنا زور ابنِ زبیرؓ پر ڈالیں۔

خادم اہلسنّت عبد الرشید الحنفی

اہلِ مدینہ کا لڑنے پر اصرار

اہلِ مدینہ نے کہا: واللہ! اگر تم لوگ مکہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو ہم تم سے قتال کیے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

کیا ہم تم کو اس لیے چھوڑ دیں کہ تم خانہ کعبہ پر حملہ کرو؟ وہاں کے رہنے والوں کو خوف و ہراس میں ڈالو۔ بیت اللہ کی بے حرمتی کرو۔ نہیں نہیں، واللہ! ہم سے یہ نہ ہو گا۔

مدینہ کے لوگوں نے شہر کے ایک جانب خندق بنالی تھی ان میں سے ایک انبوہ عظیم خندق میں اترا ہوا تھا۔ ان کے امیر عبد الرحمٰن زہری تھے۔ اہلِ مدینہ کے دوسرے ربع پر عبد اللہ بن

مطیعؒ قریش کے امیر تھے۔

شہر کی ایک جانب معقل بن سنان اشجی مہاجرینؓ کے امیر تھے اور ایک جانب میں عبد اللہ بن حنظلہؓ غسیل ملائیکہ سب سے بڑے ربع کے امیر تھے جس میں بہت لوگ تھے اور یہ امیر انصار تھے۔(تاریخ طبری ج۴ حصہ اوّل ص ۲۲۵۷)

آغاز جنگ اور مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی

مسلم بن عقبہ نے اپنے سب لوگوں کو ساتھ لے کر زمین حرہ کی طرف حرکت کی۔ کوفہ کی راہ پر اپنا سرا پردہ نصب کیا۔ پھر سواروں کے رسالہ کو عبد اللہ بن مطیعؒ کے مقابلہ میں بھیجا۔ ابن مطیعؒ نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر سواروں پر حملہ کیا۔ سوار سب بھاگ کھڑے ہوئے، بھاگتے ہوئے مسلم بن عقبہ کے پاس پہنچے۔ مسلم بن عقبہ یہ دیکھ کر آزمودہ کار لوگوں کو ساتھ لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور سواروں کو للکارا۔ وہ سب پلٹ پڑے اور لڑنے لگے۔

اس اثنا میں فضل بن عباسؓ جو حارث بن عبد المطلب کے پوتوں میں سے تھے، بیس سواروں کو لیے ہوئے ابنِ مطیعؒ سے آکر ملے اور بڑی خوبی سے نہایت شدید جنگ انہوں نے کی۔ پھر ابنِ مطیعؒ سے کہا: تمہارے ساتھ جتنے سوار ہوں ان کو حکم دو کہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میرے پاس آکر ٹھہریں۔جب میں حملہ کروں تو وہ بھی حملہ آور ہوں۔میں مسلم بن عقبہ تک پہنچے بغیر واللہ! دم نہیں لوں گا۔یا تو میں اس کو قتل کر دوں گا یا خود شہید ہوجاؤں گا۔جب سوار فضل بن عباسؓ کے پاس جمع ہو گئے تو انہوں نے اہلِ شام پر حملہ کردیا اور جنگ کرتے کرتے فضل بن عباسؓ شہید ہوگئے۔

جب یہ قتل ہوئے مسلم بن عقبہ کا خیمہ ان سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔پھر مسلم بن عقبہ کا لشکر عبد اللہ بن حنظلہؓ کی طرف بڑھا۔ان سے بہت شدید جنگ کی۔آتش جنگ شدت اختیار کر گئی۔اہلِ شام جب اپنے گھوڑوں کو اہلِ مدینہ کی طرف بڑھاتے وہ لوگ برچھوں سے اور تلواروں سے وار پر وار کرتے تھے۔گھوڑے بھڑک جاتے تھے۔اور منتشر ہوجاتے تھے،رخ پھیر دیتے تھے۔

یہ دیکھ کر مسلم بن عقبہ نے حصین بن نمیر کی فوج کو میدانِ کارزار میں اتارا۔اور مسلم بن عقبہ نے عبداللہ بن عضاہ کو پانچ سو کے لشکر کے ساتھ عبد اللہ بن حنظلہؓ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔گھمسان کی لڑائی ہوئی،ابن حنظلہؓ نے ایک ایک کر کے اپنے فرزندوں کو میدان میں بھیجا۔سب ان کے سامنے شہید ہوگئے۔پھر وہ خود بھی جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔(تاریخ طبری ج۴ص۲۶۰ حصہ اول)

دورانِ جنگ محمد بن حزم انصاریؓ بھی شہید ہوگئے۔

مدینہ پر مسلم بن عقبہ کا قبضہ

لڑائی کے دوران پس پشت ناف شہر سے تکبیر کی آوازیں آنے لگیں۔ہوا یہ کہ بنی حارثہ نے ان کے مقابلہ میں اہلِ شام کو راستہ دے دیا اور اہلِ مدینہ کے سب لوگ خندق پر لڑرہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس اچانک حملہ سے سب کو اس طرف سے شکست ہوگئی اور سب سے زیادہ خندق میں لوگ شہید ہوئے۔ اور شامیوں کے لشکر مدینہ میں گھس آئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس وقت عبد اللہ بن حنظلہؓ اور ان کے بیٹوں نے مقابلہ کیا لیکن سب شہید ہوگئے۔تو مسلم بن عقبہ مدینہ میں داخل ہوگیا اور لوگوں سے کہا: یزید کے لیے اس کی حمایت میں بیعت کرو۔[1]

علی بن حسینؓ اور مسلم بن عقبہ

مسلم بن عقبہ نے مقام قبا میں بیعت کے لیے اہلِ مدینہ کو بلایا اور ان میں سے علی بن حسینؓ کو جب مسلم بن عقبہ کے سامنے لائے۔

---

1 تاریخ طبری ج۴۔حصہ اول ص ۲۶۴

علی بن حسینؓ نے مروان بن حکمؓ کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا کہ جس زمانہ میں بنی اُمیہ مدینہ سے نکالے گئے۔ انہوں نے مروان کے مال و متاع کو اور اس کی زوجہ عائشہؓ ام ابان بنت عثمانؓ بن عفان کو بچایا تھا اور اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ پھر جب ام ابان طائف کی طرف روانہ ہوئیں تو علی بن حسینؓ نے ان کی حفاظت کے لیے اپنے فرزند عبد اللہ کو ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ اور مروان بن حکمؓ نے اس احسان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا۔

علی بن حسینؓ اس وقت مروان بن حکمؓ اور عبد الملک بن مروان کو اپنے ساتھ لیے ہوئے مسلم بن عقبہ کے سامنے آئے۔ کہ یہ دونوں شخص ان کے لیے مسلم بن عقبہ سے امان کی سفارش کریں گے۔

غرض مسلم بن عقبہ کے پاس آکر دونوں شخصوں کے درمیان علی بن حسینؓ بیٹھ گئے۔ مروان نے شربت پینے کو مانگا۔ مطلب یہ تھا کہ مسلم کے دل میں جگہ پیدا کردے۔ شربت آیا تو مروان بن حکمؓ نے تھوڑا سا پی کر شربت علی بن حسینؓ کو دے دیا۔ علی بن حسینؓ کا خیال تھا کہ یہ مجھے قتل کر دے گا۔ وہ اسی طرح ہاتھ میں پیالہ لیے ہوئے رہ گئے، نہ پیتے تھے نہ ہاتھ سے پیالہ رکھتے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اب مسلم بن عقبہ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: آپ نے امیر المومنین کو خط لکھا ہے۔یہی امر تمہارے حق میں بہتر ہوا۔ شربت پی لو۔شربت پی لیا تو کہا: یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔علی بن حسینؒ مسلم بن عقبہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔تو مسلم بن عقبہ نے کہا: امیر المومنین یزید نے تمہارے بارے میں پہلے ہی مجھے کہہ دیا تھا۔یہاں آنے میں تمہارے اہل و عیال کو تشویش ہورہی ہوگی؟ علی بن حسینؒ نے کہا: واللہ! یہی بات ہے۔

مسلم بن عقبہ نے اپنی سواری کا گھوڑا منگایا اس پر ساز و سامان ڈالا گیا اور علی بن حسینؒ کو اس پر سوار کر کے واپس کیا۔

واقعہ حرہ ستائیسویں یا اٹھائیسویں ذی الحجہ ۶۳ھ کو واقع ہوا۔[1]

مسلم بن عقبہ کی مکہ کی جانب روانگی

مسلم بن عقبہ مدینہ والوں کی بیعت سے جب فارغ ہوا تو اپنے لشکر کو لے کر مکہ کا رخ کیا۔

مدینہ میں روح بن زنباح، عمرو بن محرز کو اپنا جانشین کر گیا۔ مسلم بن عقبہ مدینہ سے روانہ ہوکر مقام مشلل تک آخر محرم ۶۴ھ میں پہنچا تھا کہ اس کو اپنی موت کے آثار نظر آگئے۔

اس نے مرتے وقت حصین بن نمیر کو بلا کر کہا:

---

[1] تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص ۲۶۳

اگر میرے اختیار کی بات ہوتی تو واللہ! تجھے میں اس لشکر کا امیر نہ بناتا لیکن میرے بعد تجھے امیر المومنین یزید نے امیر لشکر مقرر کیا ہے۔اور امیر المومنین کا حکم ٹال نہیں سکتا۔

چار باتیں میں تجھ سے کہہ دیتا ہوں۔اسے سن لے! بہت جلد روانہ ہو اور جلد لڑائی کو شروع کردے اور خبروں کو پوشیدہ رکھ۔قریش میں کسی کی بات نہ سن۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔وہاں ہی مشلل کے مقام پر اسے دفن کر دیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ۔اس موقع پر اس نے یہ بھی پڑھا: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔[1]

حصین بن نمیر کی مکہ پر فوج کشی

مسلم بن عقبہ کے انتقال کے بعد۔حصین بن نمیر لشکر کو لے کر ابن زبیرؓ سے مقابلہ کے لیے مکہ روانہ ہوا۔اور یہاں تمام اہل مکہ و اہل حجاز ابنِ زبیرؓ سے بیعت کر چکے تھے۔مدینہ سے بھی لوگ ان کی طرف چلے آئے تھے۔

مسلم بن عقبہ کے انتقال اور مشلل میں دفن ہونے کے بعد حصین بن نمیر محرم کی تئیس کو مکہ کی طرف روانہ ہوا اور چھبیسویں محرم کو مکہ میں پہنچا۔(تاریخ طبری ج۴۔حصہ اول ص۲۶۶)

---

[1] تاریخ طبری ج۴۔حصہ اول ص۲۶۵

منذر بن زبیرؓ کی شہادت

عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی منذر بن زبیرؓ کو کچھ لوگوں کے دستہ کے ساتھ حصین بن نمیر کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لیے بھیجا۔ایک ساعت تک ان کے ساتھ بہت شدید جنگ ہوئی۔

اسی اثنا میں ایک شامی نے منذر بن زبیرؓ کو اپنے مقابلہ میں بلایا۔ شامی خچر پر سوار تھا۔ منذر اس کی طرف بڑھے۔ ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ دونوں کے وار کاری پڑ گئے۔ دونوں بے جان ہو کر گر پڑے، منذر بن زبیرؓ دونوں زانوں ٹیک کر کھڑے ہوئے اور کہا:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یارب البرھامن اصلھاوسھا

اے پروردگار! اس جنگ کی اصلاح کر اور اسے متفرق کر دے۔

اس کے بعد اہلِ شام نے بہت سخت حملہ کیا۔ منذر بن زبیرؓ کے ساتھی جنگ میں بکھر گئے۔ منذر بن زبیرؓ نے ساتھیوں کو کہا: ادھر آؤ، ادھر آؤ۔ منذر بن زبیرؓ کی آواز سن کر مسور بن مخرم اور مصعب بن عبد الرحمٰن پلٹے اور جنگ کرنے لگے اور آخر یہ سب لوگ شہید ہو گئے۔

ان کے ساتھ منذر بن زبیرؓ ثابت قدم رہے۔ رات ہونے تک ان کو قتال پر آمادہ کرتے رہے۔ اس کے بعد مخالف پلٹ گئے اور یہ پہلے حصار کا واقعہ تھا۔

پھر محرم، صفر اور ۱۴ ربیع الاول ۶۴ ھ تک مکہ کا محاصرہ ۶۴ دن جاری رہا۔ یزید کے مرنے کی خبر آنے پر محاصرہ اٹھایا گیا۔

خانہ کعبہ میں آتش زنی کا واقعہ

محاصرہ کے دوران خانہ کعبہ کے اندر محصورین، ضرورت کے وقت آگ سلگایا کرتے تھے۔ ہوا چلی، ایک چنگاری اڑ کر غلاف کعبہ پر جا پڑی۔ غلاف جل گیا۔ روز شنبہ ۳ ربیع الاول کو یہ واقعہ پیش آیا۔ عروہ بن اذینہ اپنی ماں کے ساتھ اسی دن مکہ میں آئے تھے۔

انہوں نے کعبہ کو بے لباس اور رکن حطیم کو جھلسا ہوا اور تین جگہ سے تڑکا ہوا دیکھ کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا مصیبت کعبہ پر آئی۔ انہوں نے ابنِ زبیرؓ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا اس شخص کے سبب سے یہ حادثہ ہوا۔ اس نے برچھی کی نوک سے ایک انگارہ کو اٹھایا۔ ہوا اسے اڑا لے گئی۔ غلافِ کعبہ میں رکنِ یمانی و رکن اسود کے درمیان آگ لگ گئی۔ (تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۲۶۶)

یزید کے حالات، تاریخی روایات پر ایک اجمالی نظر

ولادت یزید

(ا) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بویع له بالخلافة بعد ابيه فی رجب سنة ستين و كان مولده سنة ستٍ و عشرين۔ فكان يوم بويع ابن اربع و ثلاثين سنة۔ [1]

ترجمہ: اس یعنی یزید کے والد صاحب کی وفات کے بعد رجب ۶۰ھ میں اس سے خلافت کی بیعت کی گئی، اوراس کا سن ولادت ۲۶ھ ہے اور جس دن اس کی بیعت کی گئی اس کی عمر ۲۴ سال تھی۔ (البدایۃ والنھایۃ ج ۸ ص ۱۴۶)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فان يزيد بن معاوية رضی اللہ عنہ ولد فی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ۔

کیوں کہ یزید بن معاویہؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں پیدا ہوا ہے۔ (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۱۷)

(ب) نیز لکھتے ہیں:

و اما ابنه يزيد الذی تولی الملک و جری فی خلافة ماجری

---

[1] البدایۃ والنھایۃ ج ۸ ص ۱۴۶

فانما ولد فی خلافة عثمان باتفاق اهل العلم۔[1]

اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا بیٹا یزید جو ملک کا والی بنا اور اس کی خلافت میں جو کچھ ہوا سو ہوا۔ وہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے دور میں پیدا ہوا ہے۔ جس پر اہلِ علم کا اتفاق ہے۔

(ج) پھر لکھتے ہیں:

ولد له یزید فی زمن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنه سنة سبع وعشرین من الهجره۔ (منہاج السنة ج۲ ص۲۱۹)

یزید اور تاریخی روایات

☆ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ محدث کی تحقیق:

وقد اورد ابن عساکر احادیث فی ذم یزید بن معاویه رضی اللہ عنه کلها موضوعة لا یصح شرع منها۔[2]

مؤرخ ابن عساکر نے یزید بن معاویہؓ کی مذمت کے سلسلہ میں جو احادیث بیان کی ہیں وہ سب کی سب موضوع ہیں، ان میں کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔

ومن ذالک الاحادیث فی ذم معاویه وذم عمرو بن العاص وذم بنی امیه ومدح المنصور والسفاح وکذا ذم یزید

[1] منہاج السنة ج۲ ص۲۱۹

[2] البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۱

والولید ومروان بن الحکم۔[1]

ترجمہ: ان ہی موضوعات میں سے وہ احادیث ہیں جو بنوامیہ کی مذمت اور منصوراور سفاح کی مدح میں ہیں۔ اور اسی طرح یزیداورولیداور مروان بنی حکم کی مذمت میں جو احادیث ہیں سب موضوع ہیں۔

وفاتِ یزید

☆ شیعہ مؤرخ مسعودی لکھتے ہیں: یزید بن معاویہ کا دورِ حکومت آٹھ راتیں کم تین سال آٹھ ماہ تھا۔

اور یزید کی وفات ۱۷ صفر ۶۴ھ دمشق کے علاقے حوارین کے مقام پر ۳۳ سال کی عمر میں ہوئی، اوراس کی قبر حوارین میں ہے۔[2]

☆ تاریخ طبری کے مطابق ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ میں یزید کا انتقال ہوا۔

مکہ کے محاصرہ کا خاتمہ اور ابن نمیر کی واپسی

حصین بن نمیر اہلِ شام کو لیے ہوئے چالیس دن تک ابنِ زبیرؓ سے لڑتا رہا۔اور محاصرہ اس کا بہت شدید ہوگیا تھا۔

---

[1] موضاتِ کبیر علامہ علی قاری حنفی ص ۱۶۹

[2] مروج الذہب ومعادن الجواہر حصہ سوم ج ۳ ص ۸۱

یزید کے مرنے کی خبر پہلے ابنِ زبیرؓ کو ہوئی اور ابن نمیر اور اس کا سارا لشکر اس واقعہ سے واقف نہ تھا۔ دونوں لشکروں میں تلوار چل رہی تھی۔ جب یہ خبر ابنِ زبیرؓ کو پہنچی، انہوں نے پکار کر کہا: اے اہلِ شام! یزید کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب تم میں سے جس کا جی چاہے، اس بیعت میں شریک ہوجائے۔ جو بیعت یہاں کے لوگوں نے کی ہے۔ جس کو یہ منظور نہ ہو وہ شام کو چلا جائے۔

ابن نمیر نے ابنِ زبیرؓ سے کہا: اب تم سے میں نہیں لڑوں گا۔ اتنی اجازت دو کہ ہم لوگ کعبہ کا طواف کر کے چلے جائیں۔ انہوں نے اجازت دے دی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابنِ زبیرؓ اور ابن نمیر کی ابطح میں ملاقات

ابن نمیر نے ابنِ زبیرؓ سے کہلا بھیجا کہ آج رات کو مقام ابطح میں مجھ سے ملاقات کریں۔ دونوں یکجا ہوئے تو ابن نمیر نے کہا: یزید کے انتقال کے بعد آپ سے زیادہ کوئی خلافت کا حق دار نہیں۔ آپ آئیں، ہم آپ سے بیعت کریں۔ اس کے بعد آپ شام چلیں۔ یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے، اس میں شام کے تمام روساء و سردار شامل ہیں۔ واللہ! دو شخص بھی تمہاری بیعت سے

انکار نہیں کریں گے۔

شرط یہ ہے کہ سب کو تم امان دے کر مطمئن کر دو۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان اس کے سوا یہ سوال اہم ہے کہ حرّہ میں جو خون ریزی ہوئی ہے، اس سے چشم پوشی کرو۔[1]

ابن زبیرؓ کا شامیوں کو امان دینے سے انکار

بعض قریش کا خیال ہے کہ ابن نمیر کی مذکورہ امان کی پیش کش پر ابن زبیرؓ نے کہا: میں اس خون ریزی سے چشم پوشی کروں، یہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ! مجھ سے یہ نہ ہو گا۔

حصین بن نمیر نے کہا: میں آپ کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اور آپ مجھے قتل و قصاص کے بارے میں کہتے ہو۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور لوگوں کو پکارا اور سب کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔

یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ عبد اللہ بن زبیرؓ نے ابن نمیر کو یہ پیغام بھیجا: شام تو میں نہیں جاؤں گا، لیکن تم لوگ مجھ سے بیعت کر لو۔ میں تم کو امان دیتا ہوں اور تمہارے ساتھ عدل سے

---

[1] تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص ۲۶۷

پیش آؤں گا۔

ابن نمیر نے کہا: شام میں اگر آپ ساتھ نہیں جاتے تو پھر وہاں کی صورت حال یہ ہے کہ کئی خلافت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ تو اس وقت میں کیا کروں گا۔

غرض ابن نمیر لشکر لیے ہوئے واپس مدینہ پہنچا۔ علی بن حسینؓ اس کے استقبال کے لیے اور گھوڑوں کے لیے چارہ بھی لے کر نکلے۔ (کیوں کہ ابن نمیر اب پہلے والا نہ تھا۔ سابقہ گناہ سے توبہ کر چکا تھا۔)

علی بن حسینؓ نے حصین بن نمیر کو سلام کیا اور اس کو بتایا کہ میرے ساتھ دانہ و چارہ بھی ہے، اپنے گھوڑے کے لیے لے لیں۔ اس نے لشکر کو حکم دیا: علی بن حسینؓ سے دانہ، چارہ لے لیں۔ (تاریخ طبری ج۴ ص۲۶۷ حصہ اول)

حصین بن نمیر کی حضرت علی بن حسینؓ کو خلافت کی پیشکش

☆ اکبر شاہ نجیب آبادی "تاریخ اسلام" میں لکھتے ہیں:

حصین بن نمیر مکہ سے مدینہ کے قریب پہنچا تو وہاں اس کو معلوم ہوا کہ یزید کے انتقال کی خبر سُن کر اہلِ مدینہ نے پھر بنو

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

امیہ کے خلاف کھڑے ہو کر یزید کے عامل کو مدینہ سے نکال دیا ہے۔

جس کو مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں مامور و متعین کیا تھا۔ حصین بن نمیر مدینہ کے باہر پہنچ کر خیمہ زن ہوا تو مدینہ کی شورش اور ہنگامہ آرائی کم ہو گئی اور جس قدر بنی امیہ مدینہ میں موجود تھے، وہ سب حصین بن نمیر کے لشکر میں چلے آئے۔ اوراس سے کہا کہ ہم کو اپنے ساتھ ملک شام کی طرف لے چلو۔ حصین نے کہا آج رات کو تم یہیں ٹھہرو، صبح تم کو ساتھ لے کر کوچ کریں گے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب رات ہوئی تو حصین بن نمیر تنہا علی بن حسینؓ کی تلاش میں نکلا۔ اوران سے ملا اوران سے کہا کہ یزید فوت ہو گیا ہے، اس وقت عالم اسلام کا کوئی امام نہیں ہے تم میرے ساتھ ملک شام کی طرف چلو، میں تمام جہان کو تمہاری بیعت پر آمادہ کردوں گا اور تم خلیفۂ وقت ہو جاؤ گے۔ اہلِ شام کو تم اہلِ عراق کی طرح نہ سمجھو، وہ تم کو ہر گز دھوکہ نہ دیں گے، اور نہ تمہارے درپے آزار ہو ں گے۔ علی بن حسینؓ نے کہا کہ: میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ ساری عمر کسی سے بیعت نہ لوں گا۔ تم مجھ کو اسی حال میں رہنے دو، اور کسی دوسرے کو خلافت کے لیے تلاش

کرلو، یہ کہہ کر وہ حصین بن نمیر سے جدا ہوئے۔

حصین بن نمیر اپنے لشکر میں آیا اور صبح بنو امیہ کو ہمراہ لے کر شام کی طرف روانہ ہوا۔[1]

معاویہ بن یزید کی خلافت سے دستبرداری

یزید کے بعد اس کا بیٹا معاویہ امیر ہوا تو اس نے حکم دیا کہ شام میں الصلوٰۃ جامعہ کی ندا کردی جائے۔

سب جمع ہوئے تو اس نے کہا:

میں نے تم پر حکومت کرنے کے بارے میں فکر کی تو معلوم ہوا کہ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ اب میں نے چاہا کہ کوئی شخص تمہارے لیے ایسا تلاش کروں جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مل گئے۔ مجھے کوئی شخص بھی ایسا نہ ملا۔ پھر میں نے چاہا کہ تمہارے لیے شوریٰ کرنے کو ایسے چھ شخص ڈھونڈوں، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مل گئے تھے، ایسے لوگ بھی مجھے نہ ملے۔ اب تم کو اختیار ہے جسے چاہو اسے اپنا امیر بنالو یہ کہہ کر معاویہ بن یزید گھر میں چلے گئے اور ایسا

[1] تاریخ اسلام جلد اول ص ۶۳۰، اکبر شاہ نجیب آبادی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

گئے کہ پھر گھر سے ان کا جنازہ نکلا۔[1]

معاویہ بن یزید کی خلافت

یزید وصیت کر گیا تھا کہ اس کے بعد معاویہ بن یزید سے لوگ بیعت کریں، تین مہینے یا چالیس دن یہ زندہ رہا۔ اور دمشق میں اس سے بیعت ہوئی۔ ابو عبد الرحمٰن اس کی کنیت تھی۔ ابو لیلیٰ بھی اسے کہتے ہیں۔[2]

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

[1] تاریخ طبری جلد ۴ص ۲۸۸ حصہ اول
[2] تاریخ طبری ج۴ص ۲۶۸ حصہ اول

باب...2

عالم اسلام کے ساتویں خلیفہ

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت پر ایک نظر

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت پورے عالم اسلام میں وہ واحد حکمران تھے جن کی خلافت وحکومت کا پرچم آدھی دنیا سے زیادہ رقبہ پر لہرا رہا تھا۔

جب آپ کی وفات ہوئی تو خارجی اور کوفی اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے سازشوں میں مشغول ہو گئے، جس سے دورِ یزید میں تین بڑے حادثات ہوئے:

(۱) حادثۂ کربلا۔ (۲) واقعہ حرہ مدینہ۔ (۳) محاصرہ مکہ

ان حادثات سے بیروحانی فتوحات کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بہتر کوئی شخص نہ تھا، جو مستحقِ خلافت ہو۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے صحیح خلافت ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید نے خلافت سے دستبردار ہوتے ہوئے کسی کو نامزد نہ کیا اور کہا جس کو تم چاہو خلیفہ نامزد کرلو۔

تمام عالم اسلام میں لوگوں نے اپنی آزاد مرضی سے ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا اور جہاں جہاں لوگوں کو آزادی حاصل تھی کسی نے بھی ان کی خلافت سے انکار نہیں کیا، شام میں بھی حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ کی خلافت سے اتفاق کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حق میں بیعت لی۔ یہ دوسری بات ہے کہ واقعہ کربلا کے سازشیوں نے جس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے دھوکہ کیا۔ اب وہی دھوکہ ان کے ساتھ بھی ہوا اور شام میں بغاوت کے نتیجہ سے ابن زیاد وغیرہ نے مروان بن حکم کے ہاتھ پر بیعت کرلی جس کے نتیجے میں شام وغیرہ میں مروان بن حکم کی حکومت قائم ہوگئی۔ اور پھر فلسطین، مصر میں بھی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے بالمقابل مروان بن حکم اور ان کے بعد عبد الملک بن مروان بن حکم کی حکومت قائم ہو گئی۔ ان کے دورِ حکومت کو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت تک خلافت کا اعزاز حاصل نہیں۔ جو انہوں نے ذاتی اثر ورسوخ اور فوجی قوت سے یہ علاقے قبضہ میں لے کر حکومت قائم کی اس کے برعکس حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے عہدِ خلافت وحکومت میں عالمِ اسلام کی حکومت وخلافت کا اعزاز حاصل تھا۔ جو کہ آپ کی شہادت پر اختتام پذیر ہوا۔ حضرت

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

عثمان ذوالنورینؓ کے داماد مروان بن حکمؓ کے بیٹے عبد الملک بن مروان کی حکومت کا وہ زمانہ جو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد شروع ہوتا ہے اس کو باقاعدہ حکومت اور جائز خلافت سمجھنا چاہیے۔(تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی جلد ۱ ص ۶۶۸)

یزید کے انتقال کے بعد عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافت

یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید کی خلافت سے دست برداری کے بعد نظام خلافت معطل ہوگیا۔نئے خلیفہ کے انتخاب تک اکثر جگہ عبد اللہ بن زبیرؓ کے حق میں وہاں کے سرکردہ بیعت لینے لگے۔

(۱) دمشق میں ضحاک بن قیسؓ نے حکومت قائم کر لی اور وہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی طرف مائل تھے۔

(۲) قنسرین میں زفر بن عبد اللہ۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے لیے بیعت لے رہے تھے۔

(۳) حمص میں نعمان بن بشیرؓ انصاری، ابنِ زبیرؓ سے بیعت کر چکے تھے۔

(۴) فلسطین میں ناقل بن قیس نے روح بن زنباح جذامی کے مقابلہ میں خروج کیا۔ اسے فلسطین سے نکال کر خود منصرف ہوگیا

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اور ابنِ زبیرؓ کے لیے بیعت لینے لگا۔

(۵) مدینہ میں ابنِ زبیرؓ نے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ بنی اُمیہ کو مدینہ سے نکال دے۔ یہ لوگ اپنے عیال و اطفال کو لیے ہوئے شام میں آئے۔ یہاں پر مروان بن حکمؓ بھی موجود تھے۔ اور سب لوگ دو حصوں میں منقسم تھے۔

(٦) حسان بن مالک اردن میں بنی اُمیہ کے حامی تھے۔ حضرت ضحاکؓ بن قیس تو دمشق میں ابنِ زبیرؓ کی طرف مائل تھے۔ مگر اس بات کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ جو کچھ کرتے تھے پوشیدہ طور سے کرتے تھے۔ جمعہ کا دن ہوا تو ضحاکؓ بن قیس منبر پر گئے، صرف خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی اور محل میں داخل ہوگئے۔

ضحاکؓ بن قیس پھر ایک بار جامع مسجد دمشق میں منبر پر آکر بیٹھے اور یزید کا ذکر کرتے ہوئے اس کی مذمت کی۔ یہ سن کر ایک نوجوان قبیلہ کلب کا عصا لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور ضحاکؓ بن قیس کو مارا۔ لوگ تلواریں لگائے ہوئے وہیں بیٹھے تھے۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ اس کے بعد یزید کے حامیوں سے جنگ شروع ہوگئی۔ ضحاکؓ بن قیس، ابنِ زبیرؓ کے حق میں لڑ رہے تھے اور بنی کلب خاندان اُمّیہ کے لیے لڑ رہے تھے۔ ثور بن سلمی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ضحاک کے پاس آئے اور رائے دی کہ ہم سب لوگوں کو ابنِ زبیرؓ کی بیعت کی دعوت دیں اور اس بات کی جو مخالفت کرے اس سے قتال کریں۔(تلخیص تاریخ طبری ج۴۔حصہ اول ص ۲۹۰)

مروان بن حکمؓ کی بیعت و خلافت

۳ ذیقعدہ ۶۴ ھ بروز بدھ مروان بن حکمؓ کی بیعت خلافت مقام جابیہ میں واقع ہوئی۔ اس کے بعد محرم ۶۴ ھ میں مروان ایک بڑے لشکر کے ساتھ دمشق میں ضحاکؓ بن قیس کے ساتھ لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔

ضحاکؓ بن قیس بھی اپنے سب لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے مرج راہط کی طرف روانہ ہوئے۔ دونوں میں شدید جنگ ہوئی۔ قبیلہ قیس کے اتنے لوگ مرج راہط میں قتل ہوئے کہ کسی معرکہ میں کبھی اس قدر کشت و خون نہیں ہوا۔

اکثر مؤرخین نے یہی لکھا ہے کہ مرج راہط میں ضحاکؓ بن قیس اور مروان بن حکمؓ میں جو معرکہ ہوا وہ ۶۴ ھ میں ہوا ہے۔

دمشق میں ابنِ زبیرؓ کے حق میں ضحاکؓ بن قیس کی بیعت

ضحاکؓ بن قیس کو جب یہ خبر پہنچی کہ مروان بن حکمؓ سے

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

لوگوں نے خلافت کی بیعت کر لی ہے۔تو ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے انہوں نے ان سے ابنِ زبیرؓ کے لیے بیعت لی اور ضحاکؓ بن قیس و مروان بن حکمؓ دونوں ایک دوسرے سے قتال کرنے کو روانہ ہوئے۔دونوں کے لشکروں میں بہت بڑی کشت و خون ہوئی۔

ضحاکؓ بن قیس اور ان کے اصحاب سب شہید ہوگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ضحاکؓ بن قیس نے جب ابنِ زبیرؓ کے لیے بیعت لینا شروع کی تو دمشق کے سب لوگوں نے جو اہلِ یمن وغیرہ تھے ان سے بیعت کر لی تھی۔

بنی اُمیہ اور ان کے متبعین جابیہ میں چالیس دن تک مروان کے ساتھ نماز پڑھتے رہے اور مشورہ کرتے رہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نعمان بن بشیر انصاریؓ حمص میں حاکم تھے اور زفر بن حارث قنسرین میں حاکم تھے اور ناقل بن قیس فلسطین میں حاکم تھے۔ان تینوں امیروں کو ضحاکؓ بن قیس نے کمک بھیجنے کے لیے لکھا تھا۔ نعمان بن بشیر انصاریؓ نے شرجیل کو کمک مہیا کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ زفر بن حارث اور ناقل بن قیس نے قنسرین اور فلسطین سے لوگوں کو ضحاکؓ بن قیس کی کمک کے طور پر مرج راہط میں بھیجا۔

دمشق پر مروان بن حکمؓ کا قبضہ

مروان بیس دن تک ضحاکؓ بن قیس سے معرکہ مرج راہط میں لڑائی کرتے رہے۔ اس کے بعد ضحاکؓ بن قیس لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ ضحاکؓ بن قیس کے ساتھ (۸۰) اسی شخص روسائے شام کے مارے گئے۔ ان کے علاوہ بھی اس جنگ میں اہلِ شام بہت قتل ہوئے۔ کسی واقعہ میں اس طرح کبھی قتل نہیں ہوئے تھے۔ اور تمام قبیلوں کے لوگ اس میں شامل تھے۔

ضحاکؓ بن قیسؓ کے ساتھ ایک شیخ بنی کلب کے مالک بن یزید اور قضاء کے علم بردار بھی شہید ہوئے۔ ثور بن سلمی، جنہوں نے ضحاکؓ بن قیس کو ابنِ زبیرؓ کی حمایت کے لیے ترغیب دی تھی وہ بھی اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

زحہ بن کلبی نے ضحاکؓ بن قیس کو شہید کیا۔

مروان بن حکمؓ کے لشکر میں چھ ہزار گھوڑا سوار تھے۔ سواروں کا افسر ابن زیاد تھا۔ پیادوں کا افسر مالک بن ہبیرہ، بشر بن مروان بھی علم لیے ہوئے تھے۔ عبد العزیز بن مروان بھی اسی لڑائی میں مارے گئے۔ (طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۲۹۴)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حاکم حمص نعمان بن بشیر انصاریؓ کی شہادت

اہلِ حمص کے حاکم نعمان بن بشیرؓ انصاری بھی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حامیوں میں سے تھے۔ اور حضرت ضحاکؓ بن قیس کی مدد کے لیے انہوں نے مرج راہط میں لشکر بھی بھیجا تھا۔ لیکن مرج راہط میں مروان کی کامیابی کی خبر سے حالات بدل گئے۔ یہ وہاں سے نکل گئے لیکن عبد اللہ بن کلائی نے ان کو ڈھونڈ کر قتل کر دیا اور ان کے سر کو ان کی بیٹی اُمّ امان کی گود میں ڈال دیا۔

یہی اُمّ امان اس واقعہ کے بعد حجاج بن یوسف کے پاس تھی۔

زوجہ نعمانؓ بن بشیر انصاری نے کہا: یہ سر مجھے دو۔ اس سے زیادہ میں اس سر کی حق دار ہوں۔ غرض نائلہ کی گود میں نعمان بن بشیرؓ کا سر اس نے ڈال دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔[1]

حضرت نعمان بن بشیر انصاریؓ کا اجمالی تعارف

حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ گورنر حمص مدینہ منورہ کے خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

---

[1] تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص۲۹۵

دور میں کوفہ کے گورنر رہے، بعد از ہجرت وہ پہلے آدمی ہیں جن کی ولادت انصار میں ہوئی۔ حضور ﷺ کی وفات سے آٹھ سال ساتھ مہینے پیشتر ان کی پیدائش مدینہ منورہ میں ہوئی۔

ان کو اوران کے والد بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔

ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان کے والد انہیں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ میں اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دینا چاہتا ہوں۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اپنے سب بیٹوں سے برابر سلوک کروگے؟ (یعنی سب کو ایک ایک غلام دے سکو گے۔) "انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے واپس لے جاؤ"۔

امام شعبی رحمہ اللہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "حرام اور حلال بالکل واضح ہیں مگر ان دونوں کے درمیان کچھ امور ایسے ہیں جو واضح نہیں ہیں۔"

اور اکثر لوگوں کو علم نہیں ہوتا کہ ان امور میں حرام کون سے ہیں اور حلال کون سے ہیں۔ جس آدمی نے اپنے دین اور عزت

کو آلودگی سے بچائے رکھا وہ بچ گیا اور جس شخص نے ایسی اشیاء سے سروکار رکھا جو حرام سے ملتی جلتی تھیں اس کی مثال اس جانور کی طرح ہو گی جو ممنوعہ رقبے کے آس پاس چرتا ہو، ایسا جانور ممنوعہ رقبے میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہر بادشاہ کی خالصہ جاگیر ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خالصہ جاگیر محرمات ہیں۔

اس روایت میں امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کا شرف حاصل ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا اور کوفہ کا والی مقرر فرمایا، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو یزید نے ان کو کوفہ پر بحال رکھا۔ لیکن جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے لوگوں نے دعوت دی اور آپ نے اس پر اہلِ کوفہ کی گرفت نہ کی تو یزید نے آپ کی جگہ ابنِ زیاد کو گورنر بنا کر بھیج دیا۔ اس طرح یہ واپس شام چلے گئے اور قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کے داغ سے محفوظ رہے اور پھر حمص کے گورنر بنے۔

☆ جب واقعہ کربلا کے بعد اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ شریف روانہ کیا گیا تو خدمت کے لیے ان کو ہمراہ بھیجا گیا۔

☆ یزید کے انتقال کے حمص کے لوگوں کو انہوں نے حضرت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ترغیب دی۔ جب لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو یہ لوگوں سے بچ کر حمص سے نکل گئے مگر عوام نے ان کا تعاقب کیا اور جب واقعہ مرج رابط ۶۴ھ کے ماہ ذی الحجہ پیش آیا تو اس میں شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

جناب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کریم النفس، سخی، شاعر اور اپنے عہد کے بہادر آدمی تھے۔[1]

ابنِ زبیرؓ کے بھائی مصعب بن زبیرؓ کی جنگ

مروان کا مصر پر قبضہ

اب تمام اہلِ شام کا مروان بن حکمؓ پر اتفاق ہو گیا۔ وہ مرجع خلائق بن گئے۔ ملک شام میں انہوں نے اپنی طرف سے حکام مقرر کیے۔ شام کی طرف سے وہ مطمئن ہو کر مصر آئے۔ یہاں کا حاکم ابن جحدم تھا اور وہ بھی ابنِ زبیرؓ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا تھا۔ مروان کے آنے کی خبر سن کر وہ بنی فہر کے کچھ لوگ ساتھ لے کر مروان کی طرف متوجہ ہوا۔

مروان نے عمرو بن سعیدؓ کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ مصر میں داخل ہوا اور منبر پر جا کر خطبہ دیا۔ لوگوں کو عمرو بن سعیدؓ کے مصر میں داخل ہونے کا حال معلوم ہوا تو سب ابن جحدم

[1] اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد سوم ص ۲۹۷، مؤلفہ علامہ ابن اثیر جزری

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

سے الگ ہو کر واپس چلے آئے۔ سب نے مروان کو اپنا امیر بنالیا اور اس سے بیعت کر لی۔ مروان مصر سے دمشق کو واپس جا رہا تھا۔ قریب پہنچ کر یہ خبر سنی کہ ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعبؓ کو فلسطین کی طرف روانہ کیا ہے۔

مروان بن حکمؓ نے عمرو بن سعیدؓ کو فوج کے ساتھ مصعب بن زبیرؓ سے مقابلہ کرنے کو روانہ کیا۔ ابھی وہ سرحد شام میں داخل نہ ہوئے تھے کہ عمرو بن سعیدؓ کے لشکر نے انہیں روک لیا۔ دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی۔ مصعب بن زبیرؓ کامیاب نہ ہوسکے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

یزید کی بیوہ سے مروان بن حکمؓ کا نکاح

ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد عراق سے جب بھاگ کر شام میں پہنچا تو اس نے بنی اُمیہ کو تدمر میں پایا۔ ان لوگوں کو مدینہ اور مکہ سے نکال دیا گیا تھا۔ یہ لوگ تدمر میں ٹھہرے ہوئے تھے ان کو معلوم ہوا کہ ضحاکؓ بن قیس اس وقت ابنِ زبیرؓ کی طرف سے امیر شام ہیں۔ ابنِ زیاد جس وقت تدمر میں پہنچا، مروان بن حکمؓ، ابنِ زبیر سے بیعت کرنے کے لیے اور بنی اُمیہ کے لیے ابنِ زبیرؓ سے امان طلب کرنے کے لیے روانہ ہونے

والے تھے۔

ابنِ زیاد نے مروان کو اس ارادے سے روک دیا اور مروان کو تجویز دی کہ اہل تدمر سے اپنے حق میں بیعت کی دعوت دے اور ان سے بیعت لے کر پھر ان کو اور تمام بنی اُمیہ کو جو تمہارے ساتھ ہوں، لے کر ضحاکؓ بن قیس پر چڑھائی کر کے اسے شام سے نکال دے۔ اور مروان کو یہ تجویز بھی دی کہ وہ یزید کی بیوہ فاختہ سے نکاح کر لے۔ اس طرح یزید کا بیٹا خالد تیرا فرزند ہو جائے گا۔ مرؔوان نے ایسا ہی کیا اور یزید کی بیوہ فاختہ سے نکاح کر لیا۔ اس نے بنی اُمیہ کو جمع کر کے ان سے بیعت لی۔[1]

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ابنِ زبیرؓ سے خوارج کا اختلاف اور علیحدگی

یزید کی طرف سے لشکر حصین بن نمیر کی کمان میں جب مکہ پہنچا تھا تو خوارج بظاہر بیت اللہ کے دفاع کے لیے مکہ آئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ بھی ابنِ زبیرؓ کے ساتھ شریک ہو کر شامیوں سے جہاد کرتے رہے۔ جب یزید کے انتقال کی خبر آئی اور اہلِ شام مکہ کا محاصرہ ختم کر کے واپس چلے گئے۔ تو خارجیوں نے باہم ملاقاتوں

[1] طبری ج۴۔ حصہ اول ص ۲۹۶

میں یہ ذکر کیا کہ ہم لوگ جو کر رہے ہیں۔ یہ کوئی راہ صواب نہیں ہے کہ ایسے شخص کی ہم اعانت کر رہے ہیں جس کا حال معلوم نہیں۔ یہ شخص ابنِ زبیرؓ تو آپ کے عقیدے پر نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ابنِ زبیرؓ اور اس کے باپ زبیرؓ دونوں تم سے قتال کر چکے ہیں اور پکار رہے تھے: عثمانؓ کا انتقال لینے والے کہاں ہیں؟ ان سے چل کر پوچھیں کہ عثمانؓ کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے؟ اگر انہوں نے عثمانؓ سے بیزاری ظاہر کی تو سمجھو کہ وہ تمہارے دوستوں میں ہیں ورنہ تمہارے دشمنوں میں سے ہیں۔

حضرت ابنِ زبیرؓ کا حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی تائید کرنا

خارجی لوگ ابن زبیرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابنِ زبیرؓ! بتاؤ عثمانؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اور ان کے قائد ابن بلال خارجی نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

> حق تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا کہ عبادتِ خدا اور خالص دین کی طرف دعوت دیں۔ انہوں نے جو دعوت دی، مسلمانوں نے اسے قبول کیا۔ حضرت محمد ﷺ حکمِ خدا اور کتاب اللہ کے ساتھ امت میں عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ لوگوں نے ابو بکرؓ کو جانشین

کیا اور ابو بکرؓ نے عمرؓ کو۔ ان دونوں صاحبوں نے کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ پر عمل کیا، الحمد للہ رب العالمین۔ ان کے بعد لوگوں نے عثمانؓ بن عفان کو جانشین کیا۔ ایک گروہ ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے عثمانؓ کو شہید کیا۔ ہم لوگ اس گروہ کے چاہنے والوں میں ہیں اور عثمانؓ ابنِ عفان اور ان کے دوستوں سے بیزار ہیں۔

خوارج کا یہ معمول تھا کہ اپنے نظریہ کے تحت یہ پہلے آکر ملتے جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے ملے رہے۔ لیکن جوں ہی موقع ملا، حضرت علیؓ المرتضیٰ کے خلاف ہوگئے۔ اب بھی شامیوں کے مقابلہ میں بظاہر ابنِ زبیرؓ کے ساتھ آکر مل گئے لیکن جوں ہی یزید کے انتقال کی خبر ملی، ابنِ زبیرؓ سے جدا ہوگئے اور اختلاف کر کے الگ ہوئے اور کہنے لگے: بتاؤ ابنِ زبیرؓ! تم کیا کہتے ہو؟[1]

ابنِ زبیرؓ کی حضرت عثمانؓ کے بارے میں جوابی تقریر

خارجیوں کے قائد ابن بلال خارجی کے جواب میں حضرت ابنِ زبیرؓ نے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا:

تم نے نبی ﷺ کا ذکر کیا میں نے سنا آپ ﷺ ایسے ہی

---

1 طبری ج۴ حصہ اول ص ۳۱۵

تھی جیسا تم نے بیان کیا۔وہ تو اس سے بھی برتر تھے۔جیسا تم نے ذکر کیا۔ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں تم نے جو کہا اسے بھی میں نے سنا یہ وصف ان کا اللہ نے تمہاری زبان پر جاری کیا۔تم نے جو کچھ کہا درست کہا۔عثمانؓ بن عفان کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا۔اسے بھی میں نے سنا۔آج خلق خدا میں،عثمان ابن عفانؓ اور ان کے حالات کا جاننے والا مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔جب ان بلوائیوں نے ان سے دشمنی کی اور ان پر عتاب کیا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔جن باتوں پر لوگ خفا تھے،ان کے راضی کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔پھر یہ ہوا کہ وہ سب جا کر واپس آئے اور ایک خط لیے ہوئے آئے۔جس پر انہیں شبہ ہوا تھا: کہ عثمانؓ نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم اس خط میں دیا ہے۔عثمانؓ نے کہا: میں نے یہ خط نہیں لکھا تم سے ہوسکے تو اس بات کو ثابت کرو۔اگر تم ثابت نہیں کر سکتے تو میں قسم کھاتا ہوں۔واللہ! وہ گواہ کو اس کے ثبوت میں نہ لاسکے۔اور نہ عثمانؓ سے قسم لینے پر راضی ہوئے۔سب نے حملہ کر کے انہیں قتل کیا۔

تم نے جو عیب بیان کیے وہ بھی میں نے سنے۔وہ ہرگز ایسے نہ تھے وہ تو ہر طرح کی نیکی کے اہل تھے۔تم لوگ اور تمام حاضرین اس بات کے گواہ رہیں کہ میں دنیا و آخرت میں عثمانؓ

ابن عفان کے دوست داروں میں ہوں۔ اور ان کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں۔[1]

خوارج کی حضرت ابنِ زبیرؓ سے علیحدگی

ابن زبیرؓ کی یہ تقریر سن کر خوارج متفرق ہوگئے۔ کچھ بصرہ اور کچھ مدینہ کی طرف چلے گئے۔ اس طرح وہ مکہ سے نکل گئے۔[1]

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے لشکر کی خوارج سے جنگ

یزید کے انتقال کے بعد سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ کوفہ کے چار ہزار توابین کو لے کر "انتقام حسین رضی اللہ عنہ" میں شامیوں سے ایک طرف الورہ میں مصروف جنگ تھے۔ جس میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے گورنرِ کوفہ نے رکاوٹ نہیں ڈالی تھی، دوسری طرف بصرہ میں خوارج جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے گورنر عبد اللہ بن حرث تھے۔

بصرہ اور بصرہ کے باہر کے خوارج نے مقام دولاب علاقہ اہواز میں مجتمع ہو کر، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے گورنر کے خلاف خروج کیا، عبد اللہ بن حرث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ

---

[1] تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۳۱۵

خادم اہل سنت حافظ عبد الوحید الحنفی

کو خوارج کی سر کوبی پر مامور کیا۔ مسلم بن عبیس اپنا لشکر لے کر مقام دولاب میں پہنچے۔ خوارج نے نافع بن ارزق کو اپنا سردار اور سپہ سالار بنایا۔ ماہِ جمادی الثانیہ ۶۵ھ میں نافع بن ارزق اور مسلم بن عبیس کا مقابلہ دولاب میں ہوا۔ مسلم و نافع دونوں طرف کے سپہ سالار قتل ہو گئے۔

اہلِ بصرہ نے مسلم بن عبیس کی جگہ حجاج باب کو اور خوارج نے نافع کی جگہ عبد اللہ بن ماحوز تمیمی کو سردار بنایا۔ بڑے زور کی لڑائی جاری تھی کہ اہلِ بصرہ کے امیر شہید ہو گئے، انہوں حارثہ بن زید کو امیر بنایا۔ لیکن جنگی حکمت عملی کے تحت کامیابی کے آثار نہ دیکھتے ہوئے حارثہ بقیہ سیف لشکر بصرہ کو لیے ہوئے لڑتے بھڑتے اہواز کی طرف روانہ ہو گئے۔[1]

خوارج اس میدان میں چیرہ دست ہو کر بصرہ کی طرف چلے، خوارج کی اس فتح اور لشکر بصرہ کی تباہ حالی کا حال اہلِ بصرہ کو معلوم ہوا تو ان کو سخت ملال ہوا۔

فوراً ایک تیز رفتار قاصد نے یہ خبر مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچائی۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مہلب بن ابی صفرہ کو امیر خراسان اور عبد اللہ بن حرث کو بصرہ کی گورنری سے

---

[1] تاریخ اسلام جلد اول ص ۶۵۲، اکبر شاہ نجیب آبادی

معزول کر کے حرث بن ربیعہ کو بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا۔

جب حرث نے بصرہ کی امارت کا کام سنبھالا اور مہلب بن ابی صفرہ (یکے بعد دیگرے) نے خراسان کی طرف جانے کا عزم کیا تو خوارج کا لشکر اور بغاوت کا سیلاب بصرہ کے قریب پہنچ گیا تھا۔

حرث بن ربیعہ نے احنف بن قیس کو خوارج کی روک تھام اور مقابلہ کے لیے فوج کا سپہ سالار بنانا چاہا تو احنف نے کہا کہ اس کام کے لیے مہلب بن ابی صفرہ سب سے بہتر شخص ہے۔

مہلب نے کہا میں خراسان کی حکومت پر مامور ہو کر جاؤں گا لیکن اس خدمت کی انجام دہی سے بھی مجھ کو انکار نہیں ہے، بشرطیکہ بیت المال سے ضروریاتِ جنگ کے لیے مجھ کو کافی روپیہ اور سامان دیا جائے اور جو علاقہ میں خوارج سے چھینوں وہ میری جاگیر کا حصہ قرار دیا جائے۔

حرث بن ربیعہ نے اس شرط کو منظور کر لیا اور مہلب اہلِ بصرہ سے بارہ ہزار اشخاص جنگجو ہمراہ لے کر خوارج کے مقابلہ کو روانہ ہوئے، خوارج نے جم کر اور جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ کئی مرتبہ خوارج نے اہلِ بصرہ کے منہ پھیر دیئے لیکن مہلب کی ذاتی بہادری و تجربہ کاری نے اہلِ بصرہ کو سنبھال کر خوارج کو شکستیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

دیں، آخر میں خوارج پسپا ہو گئے اور کرمان واصفہان کی طرف چلے گئے۔(تاریخ اسلام جلد اول ص ۶۵۳،اکبر شاہ نجیب آبادی)

امارت کوفہ پر عبداللہ بن یزید کا تقرر

علامہ ابنِ جریر طبری لکھتے ہیں: یزید کے انتقال کے بعد لوگوں نے ابن زیاد کے کوفہ میں نائب عمرو بن حریث پر حملہ کردیا۔ دارالامارہ سے اسے نکال دیا۔ اہلِ کوفہ عامر بن سعود ببہ کو حاکم بنانے پر راضی ہو گئے یہی ببہ ہی لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اس نے بیعت کرلی۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کے اصحاب برابر اہلِ کوفہ میں خونِ حسینؓ کا انتقام لینے کی سب کو دعوت دیا کرتے تھے اور بہت سے لوگ ان کے تابع ہو چکے تھے۔یزید کے انتقال کے بعد سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کی طرف اہلِ کوفہ جمع ہونے لگے۔

۲۲ رمضان جمعہ کے دن عبداللہ بن یزید حاکمِ کوفہ بن کر ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں پہنچے،یہی سرحد و جنگ کے بھی امیر تھے اور ان کے ساتھ خراج کوفہ پر ابراہیم بن اعرج ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں حاکم بن کر پہنچے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مختار ثقفی کی کوفہ روانگی اور ٦٦ھ میں کوفہ پر قبضہ

مختار ثقفی نے جب یہ دیکھا کہ پانچ مہینے تک ابنِ زبیرؓ نے اسے کوئی عہدہ و امارت نہیں دی تو کوفہ سے جو شخص آتا اس کے پاس آتا تھا۔اس سے ان لوگوں کے حالات کی کیفیت پوچھتا تھا۔

رمضان میں ہانی بن الوداعی عمرہ کی نیت سے مکہ آئے تو مختار نے ان سے پوچھا کہ کوفہ کے حالات کیا ہیں۔ اس نے بتایا کہ حالات ٹھیک ہیں اور ابنِ زبیرؓ کی اطاعت پر سب متفق ہیں۔

یزید کی وفات کو چھ مہینے گذرے تھے کہ ۱۵ رمضان جمعہ کے دن کو مختار ثقفی کوفہ میں وارد ہوا۔

اس نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا اور حضرت حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کوفے میں ایک تحریک چلائی۔

مختار بن ثقفی کی کوفہ میں آمد اور محمد بن حنفیہ کی حمایت کا دعویٰ

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر کوفہ،عبداللہ بن یزید کی کوفہ آمد سے پہلے مختار کوفہ میں پہنچ گیا تھا۔

مگر تما روسائے کوفہ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کے پاس جمع تھے، کوئی بھی مختار ثقفی کو ان کے مثل نہیں سمجھتا تھا۔

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی فاضل

مختار شیعوں کو دعوت دیتا تھا کہ میرے پاس خونِ حسین (رضی اللہ عنہ) کا انتقام لینے کو آؤ، وہ جواب دیتے تھے: ہمارے شیخ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ ہیں، سب نے ان کی اطاعت اختیار کرلی ہے، انہیں کے پاس سب مجتمع ہیں، اس کے جواب میں وہ کہتا تھا:

میں مہدی ٔ وقت محمد بن حنفیہ کے پاس سے آیا ہوں مجھے انہوں نے اپنا وزیر وامین ومعتمد علیہ بنا کر تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔

شیعوں سے اسی طرح کی باتیں کرتے کرتے بالآخر کچھ لوگوں کو سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے توڑلیا اور وہ اس کی تعظیم کرنے لگے۔

ابنِ صرد رضی اللہ عنہ کے پاس جو شیعہ جمع تھے مختار نے ان کو بھی بلا بھیجا اور ان سے کہا:

میں "صاحب الامر معدنِ فضل وصی امام مہدی" کی طرف سے تم لوگوں کے پاس اس کام کے لیے آیا ہوں جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ الغرض! اس قسم کی وہ باتیں کرتا رہا اور شیعوں کے ایک گروہ کو اپنی طرف کرلیا۔

یزید کے انتقال کے بعد قاتلانِ حسینؓ سے انتقام

۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ کو جب یزید کا انتقال ہو گیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے اور یزید کے انتقال ہونے میں تین برس

اور دو مہینے اور چار دن کا زمانہ ہے۔اس وقت ابن زیاد امیرِ عراق بصرہ میں تھا۔کوفہ میں اس کی طرف سے عمر وبن حریث مخزومی نائب تھا، سلیمانؓ بن صرد کے پاس شیعوں نے آکر کہا کہ یزید تو مرگیا ہے اور اس وقت حکومت کمزور ہو رہی ہے۔

آپ کی رائے ہو تو ابنِ حریث پر حملہ کرکے دار الامارۃ کوفہ سے ہم لوگ اسے نکال دیں، اس کے بعد خونِ حسینؓ کا بدلہ لینا شروع کردیں اور حسین (رضی اللہ عنہ) کے قاتلوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالیں۔

لوگوں کو اہل بیت کی طرف آجانے کی دعوت دیں جو کہ مظلوم اور اپنے حق سے محروم ہیں، اس بارے میں لوگوں نے بہت اصرار کیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

سلیمان بن صردؓ کا مشورہ کہ قاتلانِ حسینؓ روسائے کوفہ ہیں

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی جلدی نہ کرو ٹھہرو جو بات تم کہتے ہو میں اس پر غور کرچکا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ روسائے کوفہ اور شہسوارانِ عرب میں سے ہیں اور انہیں سے ان کے خون کا انتقام لینا چاہیے۔ اگر ان کو تمہارے ارادے کا حال معلوم ہو جائے گا اور یہ سمجھ جائیں گے کہ ان

سے تم انتقام لینا چاہتے ہو، تو یہ تمہارے ساتھ بہت سختی سے پیش آئیں گے۔ اور سب کے سب خود قتل ہو جائیں گے۔ مصلحت یہ ہے کہ اپنی طرف سے کچھ لوگوں کو شہر میں منتشر کرکے شیعہ اور غیر شیعہ جو ہوں ان کو اس امر کی طرف دعوت دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، جن لوگوں نے یزید کی زندگی میں دعوت قبول کی تھی ان سے چند در چند لوگوں نے اس وقت آمادگی ظاہر کی۔[1]

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے گورنر نے مخالفت نہیں کی

یہ خبر جب عبد اللہ بن یزید گورنرِ کوفہ کو ملی اس نے مخالفت نہیں کی لیکن کہا کہ مختار اور اس کے معاونین اگر خونِ حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا چاہتے ہیں، تو اس کام میں ہم بھی ان کی مدد کرنے کو تیار رہیں۔ لیکن اگر وہ کوئی اور کاروائی ہمارے خلاف کرنے کا عزم رکھتے ہیں تو ہم ان کا مقابلہ کرکے ان کو قرار واقعی سزا دیں گے۔

اس اعلان کا اثر یہ ہوا کہ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں نے اعلانیہ ہتھیار خریدنے شروع کردیئے اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

[1] تاریخ طبری جلد ۴ ص ۳۱۰

خادم اہل سنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اور یکم ربیع الثانی ۶۵ھ کو جب سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے نکل کر مقام نخیلہ میں قیام کیا، سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) آدمی ان کے گرد جمع ہو گئے۔ جو شام پر چڑھائی خونِ حسین رضی اللہ عنہ کے انتقام کے لیے کرنا چاہتے تھے، عبد اللہ بن یزید گورنر کوفہ نے مخالفت نہیں کی۔

مختار چوں کہ اپنی الگ جماعت تیار کرنے میں مصروف تھا، حالاں کہ مقصد سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کا بھی وہی تھا جو مختار ظاہر کرتا تھا۔ لیکن اس سلسلہ میں وہ ان سے الگ تھلگ رہا۔

انتقامِ حسین رضی اللہ عنہ کے نعرہ پر سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں اتنے لوگ آ گئے جتنے لوگوں نے ان کی بیعت کی تھی۔ کوفہ کے سولہ ہزار شخصوں نے ان کی بیعت کی تھی آپ نے سب کو نخیلہ میں جمع ہونے کا حکم دیا۔

توابین کا نخیلہ میں اجتماع ہوا

۵ ربیع الثانی ۶۵ھ کو نخیلہ سے شام کی طرف روانگی کے وقت سلیمان رضی اللہ عنہ بن صرد کے لشکر کو جب شمار کیا گیا تو سولہ ہزار میں سے چار ہزار افراد تھے، باقی مختار ثقفی نے توڑ لیے۔

ابنِ زیاد پر حملہ کرنے کا مشورہ

خونِ حسین رضی اللہ عنہ کا ابنِ زیاد سے انتقام لینے کے لیے ابنِ صرد رضی اللہ عنہ شام روانہ ہونے کو تھے کہ: عبد اللہ بن نفیل رحمہ اللہ ان کے پاس آئے۔ پہلے یہ مشورہ دیا کہ ابنِ زیاد کے مقابلہ پر روانہ ہوں۔ اس پر سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور ان کے رؤسائے لشکر نے کہا:

عبد اللہ بن نفیل رحمہ اللہ نے بہت اچھی رائے دی ہے کہ ہمیں ابنِ زیاد کی طرف جا نا چاہیے، جس نے ہمارے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے، اور اسی کے سبب سے یہ مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے۔

عبداللہ بن نفیل رحمہ اللہ نے ابنِ صردؓ اور تمام رؤسائے لشکر سے یہ کہا کہ میری ایک رائے اور بھی ہے اگر صواب پر ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ کی توفیق سے ہے اور گر خطا پر ہے تو میری جانب سے ہے۔

اپنی جان کی قسم! میں تم سے خیر خواہی کا کلمہ کہنے سے دریغ نہ کروں گا، صواب پر ہو یا خطا پر، ہم لوگ اس لیے نکلے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کوفہ میں ہیں، عمرو بن سعد یہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے، کوفہ کے رؤسائے محلہ اور بزرگان کوفہ ان قاتلوں میں ہیں، ان قاتلوں اور دشمنوں کو یہاں چھوڑ کر کہیں اور ہم کیوں جائیں؟ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہو کیا کہتے ہو؟

سب نے کہا واللہ! یہی رائے بہتر ہے جو بات عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہی ہے وہی ٹھیک ہے۔ واللہ اگر شام کی طرف ہم لوگ آجائیں گے تو قاتلانِ حسینؓ میں ابنِ زیاد کے سوا کسی کو بھی نہ پائیں گے۔ جن کو ہم ڈھونڈتے ہیں وہ سب تو یہیں اسی شہر کوفہ میں موجود ہیں۔ (تاریخ طبری جلد ۴ حصہ اول ص ۳۲۸)

ابنِ زیاد پر حملہ کا منصوبہ

عبداللہ بن نفیل رحمہ اللہ کی رائے کے جواب میں سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں تمہارے لیے یہ مناسب نہیں سمجھتا، جس نے تمہارے امام کو قتل کیا، جس نے ان پر لشکرکشی کی، جس نے کہا: میں انہیں بغیر اس کے امان نہیں دوں گا کہ گردن جھکا کر میرے حکم پر چلے آئیں، جس طرح میرا جی چاہے اس طرح ان سے پیش آؤں، وہ یہی فاسق ابن زیاد ہے، اب اسی کے مقابلہ میں روانہ ہوں۔

میں چاہتا ہوں تم اپنا سارازور اور اپنی پوری قوت ان ظالموں

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

کے مقابلہ میں صرف کرو جو ظلم کے بانی ہیں۔اگر تم اپنے شہر کے لوگوں سے لڑ پڑے تو ایسے لوگوں کا بھی سامنا ہو گا، جن میں سے کسی نے تمہارے بھائی کو قتل کیا ہے یا باپ کو، یا کسی دوست کو قتل کیاہے یا جو تم سے لڑنا ہی نہ چاہتا ہو۔ بس اب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلنے کے لیے تیا رہو جاؤ، سب لوگ روانہ ہونے پر آما دہ ہو گئے۔[1]

توابین کا نخیلہ سے ویراعور تک سفر

۵ربیع الثانی ۶۵ھ کو یہ لوگ رات کو روانہ ہو کر"ویرا عور" میں پہنچے۔ یہاں لشکر کا جائزہ لیاتو معلوم ہوا کہ ایک ہزار کم ہوگئے ہیں۔ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کہا: جو لوگ ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں، ان کا تمہارے ساتھ رہنا مجھے گوارا ہی نہیں، وہ ساتھ ہوتے تو اور ہی تباہی میں مبتلا کرتے۔

ابنِ زیاد کے لشکر کی قیادت حصین بن نمیر کے سپرد تھی جو کہ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کا لشکر لے کر شام کی طرف سے آرہا تھا۔

۲جمادی الا ولیٰ ۶۵ھ بدھ کے روز دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے، لڑائی شروع ہوگئی تین دن لڑائی ہوتی رہی، دونوں لشکر

[1] تاریخ طبری جلد۴ ص۳۲۹ حصہ اول

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایک دوسرے کو بار بار پسپا کرتے رہے، سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کے میمنہ نے شامیوں کے میسرہ پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی، میسرہ نے ان کے میمنہ پر حملہ کیا۔ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے قلب لشکر کے ساتھ ساری جماعت پر حملہ کردیا شامیوں کو شکست در شکست ہوئی۔

ابنِ ذاالکلاع کی کمک

اسی دوران شامی لشکر کی نصرت کے لیے صبح کے وقت ابن ذاالکلاع آٹھ ہزار کا لشکر لے کر ان کی کمک پر پہنچا۔

ابنِ زیاد نے ابنِ ذاالکلاع کو بھی "حصین بن نمیر" کی قیادت میں کردیا، یہ تیسرا دن جمعہ کا تھادن چڑھنے تک بہت سخت جنگ ہوتی رہی اس کے بعد اہلِ شام ہر طرف سے توابین پر ٹوٹ پڑے سواروں نے سواروں پر حملہ کیا۔

سلیمانؓ بن صرد شہید ہو گئے

دورانِ جنگ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ان کو یزید بن حصین نے تیر مارا، تیر کھا کر گرے، اس کے بعد ان کے نائب "مسیب" نے علم لے کر جوابی حملہ کیا۔

مسیب بھی شہید ہو گئے

مسیب علم تھام کر ایک ساعت تک لڑتے رہے، پھر واپس آئے دوبارہ حملہ کیا آخرمیں وہ بھی شہید ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

عین الورہ جنگ کا خاتمہ

مسیب کے شہید ہونے کے بعد ان کے نائب عبداللہ بن سعد نے لشکر کا علم اٹھایا، اہلِ شام کی طرف سے ربیعہ بن مخارق نے بہت شدید حملہ کیا۔توابین نے بھی بہت سخت جنگ کی اس کے بعد ربیعہ اور عبداللہ بن سعد میں تلوار چلی ربیعہ کے بھتیجے نے عبداللہ کی ہتھیلی پر برچھی مار کر انہیں قتل کر دیا، ان کے نائب ابنِ نمیض تھے پھر وہ لڑتے رہے، شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی ابن نمیض شام ہونے سے پہلے ہی قتل ہو گئے ابنِ نمیض نے شہادت سے پہلے پرچم رفاعہ کو دے دیا۔

رفاعہ کی کوفہ کی طرف مراجعت

جب شام ہو گئی تو جنگ رک گئی اور اہلِ شام لشکر گاہ کی طرف پلٹ گئے۔رفاعہ نے اپنے لشکر کے زخمیوں کو غور سے دیکھا۔ جن کو دیکھا کہ اعانت کے محتاج ہیں۔بس ان لوگوں کو ان کی قوم والوں کے حوالہ کر دیا، باقی سب کو ساتھ لے کر رات ہی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کو واپس روانہ ہو گیا۔ صبح ہوتے ہوتے تینیز میں پہنچا، پھر خابور سے گذرا اور پار اترنے کے تمام ذریعوں کو قطع کرتا گیا۔

حصین بن نمیر نے صبح کو دریا فت کیاتو معلوم ہوا کہ سب لوگ چلے گئے ہیں لیکن اس نے ان کے تعاقب میں کسی کو روانہ نہ کیاکیوں کہ رفاعہ کا واپس جا نا ہی اہلِ شام کی فتح تھی۔

عبد الملک بن مروان کو فتح کی اطلاع

ادہم باہلی نے جاکر عبد الملک بن مروان کو فتح کی مبارک باد دی، یہ خبر سن کر وہ منبر پر گیااور حمد وثناء باری تعالیٰ کے بعد کہا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رؤسائے عراق میں سے سلیمان بن صرد اور مسیب عبداللہ ازدی اور عبداللہ بن سعد کو قتل کیا اب ان لوگوں کے بعد کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جو دفع یا فتح کی قدرت رکھتا ہو۔(تاریخ طبری جلد ۴ ص ۳۴۴ حصہ اول)

مختار ثقفی کا دعویٰ

علامہ طبری لکھتے ہیں:

جنگ الورہ کے بعد مختار ثقفی پندرہ دن خاموش رہا اس کے بعد اس نے اپنے اصحاب سے کہا:

هذا كثر من عشر، ودون اشهر ثم يجيئكم بناء هتر من طعن

ونتر وضرب وقتل حم۔ وامرا جم فمن لھا انا لھا لا تکذبین اناھا۔

یعنی اس غازی کے لیے دن گن رکھو، دس دن سے زیادہ مہینہ بھر سے کم اس کے بعد تم حیرت انگیز خبر سن لینا کہ اچانک برچھی چل گئی اورا یک وار نے ٹکڑے اڑادیئے بہت لوگ قتل ہوئے، سنگسار ہو گئے، جانتے ہو یہ کا م کون کرے گا؟ میں کروں گا تم سے جھو ٹ نہیں کہتامیں اس کام میں کامیاب ہو جاؤں گا۔(تاریخ طبری جلد ۴ ص ۲۴۴ حصہ اول)

مختار ثقفی کے یہ خیالات جب گورنر کوفہ عبد اللہ بن یزید اور بعض شرفائے کوفہ تک پہنچے۔ تو عبد اللہ بن یزید کے حکم پر مختار کو پکڑ کر قید کر دیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مختار ثقفی کا رفاع بن شداد کے نام خط

رفاعہ جنگ الورہ سے جب کو فہ واپس آیاتو مختار ثقفی نے قید خانہ سے ان کو خط لکھا:

میں ان لوگوں کا خیر مقدم کر تا ہوں کہ جب وہ واپس ہوئے تو اللہ نے ان کو اجرِ عظیم دیا۔ پلٹ آئے تو اللہ ان سے خوش ہوا، مختار کے قید ہو نے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے اس کی باتوں کا ذکر عبد اللہ بن یزید گورنر کوفہ اور ابراہیم بن محمد کے

سامنے کیا وہ دونوں شخص ایک جماعت کو ساتھ لے کر مختار کے پاس آئے اور اسے گرفتار کر لیا۔(تاریخ طبری جلد ۴ حصہ اول ص ۳۴۵)

مختار ثقفی نے قید خانہ سے عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس یہ خط بھیجا جس میں لکھا:

اما بعد! مجھے بلا وجہ قید کر دیا گیا ہے، والیوں نے جھوٹے الزام مجھ پر لگائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ان دونوں کے درمیان ایک خط لکھ دیں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ان کے پنجے سے مجھے رہائی دے۔ و السلام علیک۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سفارش

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے گورنر کوفہ عبد اللہ بن یزید اور خراج کے افسر ابراہیم کو لکھا:

اما بعد! تم کو معلوم ہے کہ مختار بن ابی عبید میرے سسرالی رشتہ دار ہیں اور میرے تم دونوں سے جو دوستانہ مراسم ہیں، ان سے بھی تم واقف ہو۔ اس لیے میں تم کو اپنی اس دوستی کے حق کی قسم دے کر لکھتا ہوں کہ میرے اس خط کو دیکھتے ہی تم مختار کو چھوڑ دو۔ و السلام علیکم و رحمۃ اللہ [1]

1 مختار ثقفی کے والد ابو عبید ثقفی رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور حضرت فاروقِ اعظم عمر بن خطاب

مختار ثقفی کی رہائی

جب عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے پاس عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خط پہنچا، انہوں نے کہا کہ تم اپنے ضامن پیش کردو۔ اس کے بہت سے طرف دار اس غرض سے اس کے پاس آئے۔

عبد اللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو بلایا اور اس سے کہا کہ اللہ کی قسم اٹھاؤ کہ جب تک ہم دونوں برسرِ اقتدار ہیں تم ہمارے خلاف سازش یا بغاوت نہیں کروگے۔ اگر تم اس عہد کی خلاف ورزی کروگے تو تم کو ایک ہزار جانور کفارہ یمین کے لیے کعبہ کے دروازے پر ذبح کرنے پڑیں گے اور تمہارے تمام لونڈی غلام آزاد ہو جائیں گے، مختار نے یہ قسم کھالی، اس کو رہائی مل گئی اور وہ اپنے گھر آگیا۔[1]

مختار ثقفی کی حمایت میں اضافہ

قید سے رہائی کے بعد جب مختار نے اپنے مکان میں سکونت اختیار کی تو کوفی شیعہ اس کے پاس آئے اور سب نے اسے امیر

رضی اللہ عنہ کے لشکر کے کمانڈر رہے تھے، جو عہدِ فاروقی میں ہی ایک جہاد کے دوران شہید ہوئے تھے۔ مختار ثقفی ان کا بیٹا تھا، مختار ثقفی کی ایک بہن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھی، جو کہ بہت عابدہ زاہدہ تھی۔

[1] تاریخ طبری جلد ۴ حصہ اول ص ۳۶۳

بنالیا جس وقت وہ قید میں تھا اس وقت بھی یہ پانچ آدمی اس کے لیے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔

(۱) سائب بن مالک الاشعری (۲) یزید بن انس
(۳) احمد بن شمیط (۴) رفاعہ بن شداد انفیتانی
(۵) عبداللہ بن شداد الجشمی

روز بروز اس کے طرف داروں میں اضافہ اور اس کی تحریک کو قوت پہنچ رہی تھی۔

عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کا امارت کوفہ پر تقرر

عبدالوحید الحنفی حافظ

اس اثناء میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو کوفہ کے اقتدار سے علیحدہ کرکے ان کی جگہ عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔

۲۵ رمضان المبارک بروز جمعرات ۶۵ھ کو عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کو فہ میں آئے انہوں نے عبد اللہ بن یزید سے کہا کہ اگر تم پسند کرو تو یہاں میرے پاس رہو اور چاہو تو امیر المؤمنین عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس مکہ چلے جاؤ۔

ابنِ مطیع رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں خطاب

حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے حمد وثناء کے بعد کہا:

امیر المومنین حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے تمہارے شہر اور علاقہ کا حاکم مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ مال گذار جو صول کروں اور یہاں کے اخراجات کے بعد جو روپیہ فاضل ہو جائے وہ تمہاری مرضی کے بغیر کسی جگہ منتقل نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی وفات کے وقت یہی وصیت کی تھی اور اسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی عمل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صراطِ مستقیم پر چلتے رہو، اختلاف پیدا نہ کرو، احمقوں کے ہاتھوں میں اپنے آپ کو نہ دو اگر تم نے میرے کہنے کو نہ مانا تو پھر مجھے موردِ الزام نہ بنانا بلکہ اپنے آپ کو ہی بُرا بھلا کہنا ایسی صورت میں بخدا میں مجرم کو سخت سزا دوں گا اور مشتبہ اشخاص کو سیدھا کروں گا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مختار ثقفی کون تھا؟

(۱) مختار ثقفی وہی ہے جس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ پر ساباط میں برچھی کا وار کیا تھا۔ جس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کو وہاں سے مدائن کے قصر البیض میں لوگ لے گئے تھے۔ آپ کی نسبت مختار ثقفی نے جو خیال ظاہر کیا تھا۔ اس پر لوگ بہت ناراض تھے۔ اور مختار ثقفی کو اچھا نہیں جانتے تھے۔

(۲) جب حضرت حسینؓ نے مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ بھیجا تو یہ مختار ثقفی کے گھر میں اترے تھے۔ مختار نے اور سب اہلِ کوفہ نے مسلم بن عقیلؓ کے ہاتھ پر امام حسینؓ کی جماعت میں شامل ہو کر بیعت کی۔ ان کے ساتھ خیر خواہوں کی طرح پیش آیا۔ جو لوگ اس کے کہنے میں تھے ان کو مسلم بن عقیل کی طرف دعوت دی۔ جب مسلم بن عقیلؓ نے ابن زیاد کے خلاف خروج کیا تو مختار کوفہ کے قریب اپنے گاؤں میں تھا۔ جسے لقفا کہتے تھے۔ ظہر کے وقت اس کو مسلم بن عقیلؓ کے خروج کی خبر پہنچی۔ مختار یہ سن کر اپنے حوالی ساتھ لے کر چلا۔ مغرب کے بعد باب الفیل تک پہنچا۔ ادھر ابن زیاد نے عرو بن حریث کو لوگوں کا رئیس بنا کر ایک علم دیا تھا۔

مختار ثقفی نے یہ دیکھ کر اپنی رائے بدل دی اور مسلم بن عقیلؓ کی نصرت کے بجائے الگ ہوگیا۔ پھر ابن زیاد نے مختار کو گرفتار کر لیا۔ اور بعد میں سفارش سے رہائی ہوئی۔

(۳) مختار پھر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی خدمت میں پہنچا اور مکہ میں جا کر ان سے بیعت کرلی۔ اور ان کے ساتھ رہنے لگا۔

حصین بن نمیر نے جب شام سے آکر مکہ کا حصار کیا تو مختار بھی اس معرکہ میں شریک تھا۔ اور سب کے ساتھ اس نے بھی

میدانِ کارزار میں ثابت قدمی اور دلیری ظاہر کی۔ جب یہ نوبت پہنچی کہ منذر بن زبیرؓ، مسور بن مخرمہ، مصعب بن عبد الرحمٰن بن عوفؓ شہید ہوگئے تو مختار نے پکار پکار کر کہا۔ اے اہلِ شام! میری طرف آؤ، میں ابو عبیدؓ کا بیٹا ہوں۔ میں کرار غیر فرار زندہ ہوں۔ میرے باپ دادا معرکہ میں دھنس جاتے تھے۔ کبھی قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے۔ غرض اس معرکہ میں بڑی بہادری سے لڑا۔ پھر ابنِ زبیرؓ کے ساتھ ہی اس حصار میں یہ بھی تھا۔ جب کہ خانہ کعبہ میں جنگ کے دوران ۳ ربیع الاول ۶۴ ھ کو خانہ کعبہ میں آگ لگنے کا واقعہ پیش آیا تھا۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۳۲۲)

مختار ثقفی کی ابنِ زبیرؓ کی حمایت میں شامیوں سے جنگ

اسی دن کا ذکر ہے کہ تین سو سپاہیوں کی ایک فوج لے کر مختار نے شامیوں سے ایسی جنگ کی کہ دوسرے کی مجال نہیں۔ لڑتے لڑتے تھک جاتا تھا تو ذرا بیٹھ جاتا تھا اور اس کے سپاہی اسے گھیر کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دم لیتا پھر اٹھتا اور لڑنا شروع کر دیتا۔ شامیوں کے حصہ پر جس صف پر حملہ کرتا اس کی شمشیر زنی سے سب پسپا ہو جاتے۔

عباس بن سہیل بیان کرتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مطیعؓ اور مختار ثقفی اور میں اہلِ شام سے قتال کر رہے تھے، ہم تینوں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں مختار بڑھ بڑھ کر جانبازی و جانفشانی کر رہا تھا۔

اہل شام کو جب یزید کے انتقال کی خبر پہنچی۔ اس سے ایک دن پہلے بڑے کشت و خون کی جنگ کا یہ معرکہ ہوا تھا۔

اہلِ شام کو یہ امید تھی کہ وہ ہم پر فتح یاب ہوں گے اور مکہ کی تمام راہیں ہم لوگوں پر وہ بند کر چکے تھے۔ ابنِ زبیرؓ نے نکل کر لوگوں سے مرنے مارنے کی بیعت لی تھی۔ اور بہت لوگ اسی شرط پر بیعت کر چکے تھے، ایک جماعت کو ساتھ لیے ہوئے ایک طرف اہلِ شام سے مختار ثقفی قتال کر رہا تھا۔ ایک جانب حضرت عبد اللہ بن مطیعؒ لڑ رہے تھے۔

یزید کے انتقال تک مختار ثقفی، ابنِ زبیرؓ کے ساتھ رہا۔ جب لشکر شام نے حصار ختم کیا۔ اہلِ شام تو شام کی طرف واپس ہوئے تو اہلِ کوفہ نے عامر بن مسعود کو امیر بنا لیا۔ جس نے اہلِ کوفہ کے ساتھ ابنِ زبیرؓ کی خلافت تسلیم کرتے ہوئے ان کی بیعت کر لی۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۳۲۳)

محمد بن حنفیہؒ کی تائید

سعد بن ابی سعد نے اپنے ہم خیال لوگوں سے کہا کہ ہم کو خروج کر لینے سے پیشتر یہ تحقیق کر لینی چاہیے کہ آیا محمد بن حنفیہؒ

نے مختار کو اپنا نائب اس کام کے لیے بنایا ہے یا نہیں؟ اگر واقعی یہ محمد بن حنفیہؒ کی طرف سے بیعت لینے کے لیے مامور ہے تو ہم کو بِلا تکلُّف مختار کی ماتحتی میں خروج کرنا چاہیے اور اگر محمد بن حنفیہؒ نے مامور نہیں کیا ہے اور اس نے ہم کو دھوکہ دینا چاہا ہے، تو پھر ہم کو اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔

چنانچہ اسی وقت سعد بن ابی سعد نے تین چار آدمیوں کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر محمد بن حنفیہؒ سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے مختار کو خونِ حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی اجازت دی ہے، یہ سن کر سعد بن ابی سعد معہ ہمراہیوں کے کوفہ میں آیا اور سب کو یہ حال سنایا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس خبر کے سنتے ہی لوگ مختار کی بیعت اور متابعت پر آمادہ ہو گئے، مختار کو جب معلوم ہوا کہ میری بات کی تصدیق ہو گئی ہے تو وہ بہت خوش ہوا کہ لوگوں کا شک بھی دور ہو گیا ہے، مختار نے کہا ہم کو کامیابی حاصل کرنے کے لیے ابرہیم بن مالک بن اشتر کو بھی جو کوفہ کے رؤساء میں شمار ہوتا ہے ضرور شامل کرلینا چاہیے۔

چنانچہ مختار کے مریدوں میں سے عامر بن شرجیل فوراً ابراہیم بن مالک کے پاس گیا اور کہا کہ تمہارے باپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کی حمایت میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ اب لوگوں نے مصمم ارادہ کیا ہے، کہ خونِ حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لیں۔ چنانچہ ایک معقول جمعیت اس ارادہ پر متفق ہو چکی ہے۔ تم کو سب سے پہلے اس کام میں شریک ہونا چاہیے۔

مختار ثقفی اور ابراہیم بن مالک کا معاہدہ

ابراہیم نے کہا میں اس شرط پر تم لوگوں میں شریک ہو سکتا ہوں کہ مجھ کو امیر بنایا جائے۔ عامر نے کہا محمد بن حنفیہؒ درحقیقت ہمارے امام ہیں اور انہوں نے مختار کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے، لہٰذا ہم نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ ابراہیم نے کہا اچھا میں خود ہی مختار سے ملوں گا۔ عامر نے واپس آکر یہ حال مختار کو سنایا۔ مختار اگلے دن پندرہ آدمیوں کو لے کر خود ابراہیم بن مالک کے مکان پر پہنچا، اس وقت ابراہیم مصلّے پر بیٹھا تھا۔ مختار نے جاتے ہی کہا کہ تمہارا باپ شیعانِ علی میں بہت نامور شخص تھا، ہم تجھ کو بھی اپنی جماعت میں سمجھتے ہیں۔ امام مہدی محمد بن حنفیہؒ نے مجھ کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے تجھ کو میرے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کامیابی کے بعد جو منصب اور عہدہ تو پسند کرے گا تجھ کو دیا جائے گا۔ ہمراہیوں نے اس وعدہ کی ضمانت اور تصدیق کی۔ ابراہیم فوراً مصلّے سے اٹھا اور مختار کو اپنی جگہ بٹھا

کر اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور مختار بیعت لے کر واپس چلا آیا۔

اگلے روز ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۶ھ کو رات کے وقت مختار نے ابراہیم بن مالک کے پاس آدمی بھیجا کہ اس وقت ہم خروج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تم بھی اپنی جمعیت لے کر ہمارے پاس پہنچو ابراہیم کے پاس آدھی رات تک اس کی جماعت کے لوگ آکر جمع ہوئے۔

مختار ثقفی کی کوفہ میں بغاوت

ایاس بن مضارب کو جاسوسوں نے یہ خبر پہنچا دی تھی کہ آج شب کو بغاوت پھوٹنے والی ہے۔اس نے عبد اللہ بن مطیعؓ کو اطلاع دی۔ عبد اللہ بن مطیعؓ نے تدبیر پوچھی تو اس نے مشورہ دیا کہ کوفے کے سات محلے ہیں، ہر محلہ میں پانچ سو آدمیوں کا ایک دستہ متعین کردیا جائے کہ جب اس محلہ میں کسی کو رات کے وقت نکلتے دیکھے گرفتار یا قتل کردے۔ چنانچہ اس رائے پر عمل ہوا اور ہر محلہ میں ایک ایک سردار بھیج دیا گیا کہ راستوں اور سڑکوں پر لوگوں کو جمع نہ ہونے دیں۔

اتفاقاً جب ابراہیم اپنی جمعیت کو لے کر مختار کی طرف چلا تو راستے میں ایاس بن مضارب ہی سے مقابلہ ہو گیا۔ طرفین کے ایک دوسرے پر حملے ہوئے اور ایاس بن مضارب ابراہیم کے ہاتھ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے مارا گیا۔ ادھر مختار کے مکان پر بھی چار ہزار آدمی اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ وہاں سرکاری فوج کے دوسرے دستے سے جنگ چھڑ گئی۔ ادھر سے ابراہیم لڑتا بھڑتا مختار کے مکان کے قریب پہنچا۔ ادھر ہر محلے کی فوجیں آگئیں اور مختار کی قیام گاہ کے سامنے جنگ ہونے لگی ابراہیم نے سرکاری فوج کو شکست دے کر بھگایا۔ ادھر سے عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ اور تازہ فوج لے کر آ گئے۔ کبھی ابراہیم مختار کو دھکیل کر دارالامارہ میں داخل کر دیتے، کبھی عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ ان کو پیچھے ہٹاتے ہوئے کوفہ سے باہر نکال دیتے۔

رات بھر یہ لڑائی جاری رہی، جوں جوں لڑائی نے طول کھینچا، مختار کی جماعت ترقی کرتی رہی، یعنی لوگ آ آ کر شامل ہوتے رہے۔ بالآخر عبد اللہ بن مطیعؓ کو دارالامارہ میں محصور ہو نا پڑا۔ مختار نے تین روز تک دارالامارہ کا محاصرہ جاری رکھا، چوں کہ اندر آدمی زیادہ تھے، جگہ تنگ تھی اور کھانے پینے کا سامان بھی نہیں تھا۔

کوفہ کے گورنر عبد اللہ بن مطیعؓ نے جب دیکھا کہ لوگ مختار کے ساتھ مل گئے اور قصر کوفہ کا محاصرہ کر لیا گیا ہے۔ تین دن کے محاصرہ کے گذرنے پر ابنِ مطیعؓ نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

شبث نے کہا: آپ مختار سے اپنے اور ہمارے لیے امان حاصل کیجئے اور خود کو اور اپنے طرف داروں کو ہلاکت میں نہ ڈالیے۔ ابنِ مطیعؒ نے کہا: ایسی صورت میں کہ امیر المومنین عبد اللہ بن زبیرؓ کی حکومت تمام حجاز ار بصرے میں مضبوطی سے قائم ہے۔ خود اس سے امان طلب نہیں کرنا چاہتا۔ شبث نے کہا: پھر بہتر ہے کہ آپ خفیہ طور سے قصر امارت سے نکل کر شہر میں کسی ایسے شخص کے پاس جس پر آپ کو پورا اعتماد ہو جا کر قیام کریں اور اس بات کی کوشش کریں کہ آپ کی سکونت کا مختار ثقفی کو علم نہ ہو۔ اور پھر آپ امیر المومنین عبد اللہ بن زبیرؓ کے پاس چلے جائیں۔

مشاورت کے بعد عبد اللہ بن مطیعؒ نے قصر کوفہ سے نکل جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو شبث نے کہا: اللہ امیر کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے ہمارے مال و متاع کو محفوظ کر دیا۔ ہمارے اشراف کی عزت افزائی کی۔ اپنے آقا عبد اللہ بن زبیرؓ کی خیر خواہی کی۔ اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیا بغیر آپ کی اجازت کے ہم بھی کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے۔ عبد اللہ بن مطیعؒ نے قصر کوفہ چھوڑ دیا اور ابو موسیٰؓ کے مکان پر چلے آئے۔ ان کے جانے کے بعد وہاں موجود احباب نے ابن الاشتر سے کہا کہ ہمیں امان دیجیے۔ ابن الاشتر نے سب کو امان دے دی۔ انہوں نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

قصر کوفہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور قصر سے باہر آکر مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مختار ثقفی کا اہلِ کوفہ سے خطاب اور اس کی بیعت

(۴) ابن الاشتر راوی ہے کہ مختار قصر میں داخل ہوا۔ شب بسر کی، صبح کے وقت تمام عمائد شہر مسجد اعظم اور قصر امارات کے دروازے پر جمع ہوئے۔ مختار نے قصر سے نکل کر بر سر منبر تقریر کی اور پھر کہا کہ میری بیعت کرو، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اہلِ بیت کے خون کا بدلہ لینے، ظالموں سے لڑنے اور کمزوروں کی حفاظت کے لیے۔ جو شخص ان باتوں کو تسلیم کرلیتا، مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا تھا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مختار ثقفی کا ابنِ مطیعؒ سے حسنِ سلوک

ابنِ کامل نے مختار سے آکر کہا کہ ابنِ مطیعؒ ابو موسیٰ کے گھر مقیم ہیں۔ اس نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابنِ مالک نے تین مرتبہ کہا۔ اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مختار ثقفی اور ابنِ مطیعؒ اس ہنگامہ سے پہلے باہم مخلص دوست تھے۔ مختار نے ان کو پیغام بھیجا کہ مجھے آپ کی جائے سکونت معلوم ہے۔ عبد اللہ بن مطیعؒ مکہ روانہ ہوگئے۔

مختار نے دار الامارہ اور بیت المال پر قبضہ کرکے بہت سارا

روپیہ اپنے آدمیوں میں تقسیم کیا، جامع مسجد کوفہ میں اہلِ کوفہ جمع ہوئے، مختار نے خطبہ دیا اور محمد بن حنفیہؒ کی بیعت وامامت تسلیم کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ اہلِ کوفہ نے کتاب وسنت کی پیروی اور اہلِ بیت کی ہمدردی کا بیعت کے ذریعہ اقرار کیا۔

حضرت عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کون ہیں؟

حضرت عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ بن اسود بن حارثہ قریشی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے، جب پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تحنیک کی تھی یعنی اپنی گود میں لے کر دعا دی اور اپنے دہن مبارک سے کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی۔

☆ جب اہلِ مدینہ نے زمانہ یزید بن معاویہؒ میں بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی تو یہ عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ مدینہ میں قریش کے ایک سردار تھے۔ اور عبد اللہ بن خنطلہ مدینہ میں انصار کے سردار تھے۔

☆ جب واقعہ حرہ میں اہلِ شام کو مدینہ پر غلبہ حاصل ہو گیا تو یہ عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ بچ کر مکہ میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ اور ان کے پہلے محاصرہ میں شریک تھے جب کہ ان لوگوں کا اہلِ شام نے واقعہ حرہ میں محاصرہ کر لیا تھا اور یہ عبد

اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ انہیں کے پاس رہے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا آپ کے دور میں جب مختار ثقفی نے کوفیوں کی سازش سے کوفہ پر قبضہ کرلیا اور دارالامارہ کو محاصرہ میں لے لیا تو عبداللہ بن مطیعؓ بچ کر محاصرہ سے نکل گئے اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے پاس پہنچ گئے، یہاں تک کہ جب حجاج بن یوسف نے عبد اللہ بن زبیرؓ کا مکہ میں عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں محاصرہ کرلیا گیا اس وقت بھی عبداللہ بن مطیعؓ نے حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر مقابلہ کیا اوران کے ساتھ ہی شہید ہوئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ قریش کے بڑے بہادر اور مضبوط لوگوں میں تھے۔ آپ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی کی ہے۔(اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ مؤلفہ ابن اثیر جزری جلد دوم ص۳۲۸)

مال غنیمت کی تقسیم

مختار ثقفی کو کوفہ کے خزانے سے نو کروڑ درہم ملے۔ اس میں سے اس نے ان لوگوں کو جو ابنِ مطیعؓ کے قصر میں محصور کرتے وقت ان کے ہمراہ تھے اور جن کی تعداد تین ہزار آٹھ سو تھی۔ پانچ سو درہم فی کس دیے اور جو لوگ قصر کو محصور کرنے کے

بعد اس کے علم کے نیچے آئے اور محاصرہ کی تینوں راتوں میں برابر ساتھ رہے۔ انہیں دو دو سو درہم دیے۔ ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ (تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص ۳۸۴)

قاتلین حسینؓ کا انجام

مختار کے دورِ امارت کوفہ میں قاتلینِ حسینؓ انجام کو پہنچے۔

شمر ذی الجوشن کا قتل

مختار نے اپنے غلام ذابی کو شمر ذی الجوشن کی تلاش میں بھیجا۔ اس نے اس کا تعاقب کیا۔ غلام نے شمر پر حملہ کیا۔ پہلے تو شمر اس کے وار کو بچانے کے لیے گھوڑے کو کداتا رہا۔ جب ذابی اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہوگیا۔ شمر نے ایک ہی وار میں اس کی کمر توڑ دی۔ جب یہ مختار کے سامنے لایا گیا۔ اور اس واقعہ کی اطلاع اسے دی گئی اس نے کہا اگر یہ مجھ سے مشورہ لیتا تو اسے کبھی شمر پر حملہ آور ہونے کا حکم نہ دیتا۔

ذابی کو قتل کر کے شمر ذی الجوشن سانیدی پہنچا۔ یہاں سے روانہ ہو کر کلتاخبہ نامی گاؤں کے پہلو جو دریا کے کنارے واقع تھا۔ ایک ٹیلہ کے پہلو میں فروکش ہوا۔ مخبری ہونے پر رات کو اس مقام پر تعاقب کرنے والے پہنچ گئے۔ وہ سویا ہوا تھا، سب اس پر

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

ٹوٹ پڑے، یہ اس وقت ایک پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ یہ تھوڑی دیر تک نیزے سے وار کرتا رہا پھر نیزہ چھوڑ کر اپنی جھونپڑی میں گیا اور تلوار لے کر ان پر حملہ آور ہوا۔ اسے ذرہ یا کپڑے پہننے کا موقع ان لوگوں نے نہیں دیا۔ اور شمر ذی الجوشن کو قتل کر دیا۔ (تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۴۰۱)

عبد اللہ بن اسید کا قتل

مالک بن اعین الجہنی راوی ہے کہ عبد اللہ بن دیاس جس نے محمد بن عمار بن یاسرؓ کو قتل کیا تھا، اس نے قاتلانِ حسینؓ میں سے مختار کو چند آدمیوں کے نام بتادیے۔ جن میں عبد اللہ بن اسید بن الترل ازحرقہ، مالک بن المیز البدی اور حمل بن مالک المحاربی تھے۔ مختار نے ان کو گرفتار کر کے اپنے پاس طلب کیا اور ان سے کہا: اللہ اور اس کے رسول اور اس کتاب اور آلِ رسول حسینؓ بن علی کے دشمن کہاں ہیں؟ میرے پاس انہیں لاؤ۔

مختار نے مالک بن المیز بدی سے کہا تم نے ان کی ٹوپی اتاری تھی۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤ قطع کر کے چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ یہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر جان دے دے۔ چناں چہ اس حکم پر عمل کیا گیا۔

جو دواور تھے ان میں سے عبد اللہ الجہنی کو عبد اللہ بن کامل

نے قتل کر دیا اور حمل بن مالک المحاربی کو سعد بن ابی سعد الحنفی نے قتل کیا۔(تاریخ طبری ج۴۔ حصہ اول ص۴۰۳)

زید بن مالک اور عمران بن خالد کا قتل

ابو سعید الصیقل راوی ہے کہ کئی قاتلانِ حسینؓ کا پتہ سعد الحنفی نے دیا۔ مختار نے گرفتار کر کے پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب پیش کیے گئے تو زیاد بن مالک اور عمران بن خالد کے بارے میں مختار نے کہا سر بازار انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس حکم کے مطابق وہ قتل کر دیے گئے۔(طبری ج۴۔ حصہ اول ص۴۰۴)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

عمرو بن سعد بن ابی وقاص کا قتل

مختار نے پہلے عمرو بن سعد کو امان نامہ دیا تھا جس کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وعدہ امان مختار بن ابی عبیدؓ کی جانب سے عمرو بن سعد بن ابی وقاصؓ کے لیے لکھا جاتا ہے۔ تمہاری جان تمہارے مال اعز و اقرباء اور اولاد کو امان دی جاتی ہے۔ تمہارے سابقہ اعمال کا تم سے اس وقت تک کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ جب تک تم ہمارے احکام کی اطاعت کرو گے۔ ہمارے فرماں بردار رہو گے، اپنے مکان اپنے خاندان اپنے شہر میں قیام رکھو گے۔ شیعانِ اہلِ بیت اور

ہماری فوج وغیرہ سب کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عمرو
بن سعد کے ساتھ کوئی برائی نہ کریں۔"

سائب بن مالک، احد بن شمیط، عبد اللہ بن شداد اور عبد اللہ بن کامل اس عہد پر گواہ ہیں۔ نیز مختار نے اللہ کے سامنے یہ عہد واثق کیا کہ وہ اس امان کو عمرو بن سعد کے لیے ایفا کرے گا۔ نیز اس نے کہا کہ میں اللہ کو اس عہد پر شاہد کرتا ہوں اور اسی کی شہادت بالکل کافی ہے۔

عمرو بن سعد کا قتل

ایک دن مختار نے اپنے ہم جلیسوں سے کہا کل میں ایسے شخص کو قتل کروں گا جس کے پاؤں بڑے، جس کی آنکھیں گڑی ہوئی اور بھنویں ابھری ہوئی ہیں۔ اس کے قتل سے تمام مومن اور ملائکہ مقربین خوش ہوں گے۔

ہشیم بن الاسود النخعی اس وقت مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس کا تذکرہ اپنے بیٹے عریان سے کیا اور کہا کہ عمرو بن سعد کو اس کی اطلاع کر دو کہ مختار تمہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔

مختار نے ابو عمرہ کو عمرو بن سعد کے بلانے کے لیے بھیجا۔ ابو عمرو اس کے پاس آیا اور کہا کہ امیر مختار نے تم کو بلایا ہے۔ چلو! عمرو بن سعد اٹھا۔ اس کا پاؤں اس کے جبہ سے الجھا اور یہ گر

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

پڑا۔ ابو عمرہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کا سر کاٹ کر اپنی قبا کے دامن میں رکھ کر مختار کے پاس لے آیا اور اسے مختار کے سامنے ڈال دیا۔

حفص بن عمرو بن سعد کا قتل

مختار نے عمرو بن سعد کے بیٹے حفص بن عمرو بن سعد سے جو اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا، پوچھا جانتے ہو، یہ کون ہے۔ اس نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" پڑھا اور کہا ہاں! اب ان کے بعد زندگی کا مزا نہیں۔ مختار نے کہا، تم نے سچ کہا اور تم زندہ بھی نہ رہو گے۔ مختار نے اسے بھی قتل کرا دیا۔ اور اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے پاس رکھ دیا گیا۔ مختار کہنے لگا۔ یہ حسینؓ کے عوض اور یہ علی بن حسینؓ کے عوض ہیں۔ اگرچہ برابر نہیں ہوسکتے بخدا اگر میں قریش کے تین دستے بھی قتل کر دوں تب بھی یہ ان انگلیوں کا معاوضہ نہیں ہوسکتے۔

بصرہ میں بغاوت کی ناکامی

جس زمانہ میں سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کے ہمراہی ہزیمت خوردہ کوفہ میں آئے تھے انہیں میں مثنیٰ بن مخرمہ عبدی نامی ایک شخص بصرہ کا رہنے والا تھا۔ مختار کے خط کو پڑھ کر یہ لوگ جیل خانہ

میں اس سے ملنے گئے تھے اس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اسی وقت مثنیٰ نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور مختار نے اس کو یہ وصیت کر کے بصرہ کی طرف رخصت کیا تھا کہ تم وہاں جا کر شیعانِ علی سے میری نیابت میں بیعت لو اور اپنی جمعیت کو بڑھاؤ، جس وقت میں کوفہ میں خروج کروں گا، تم بصرہ میں خروج کرنا۔ اس نے لوگوں سے خفیہ بیعت لینا شروع کی۔ ایک گروہ کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ مختار نے جب کوفہ میں خروج کا ارادہ کیا تو بصرہ میں مثنیٰ کے پاس بھی اطلاع بھیج دی تھی۔ اس نے بھی وہاں تاریخ مقررہ پر خروج کیا لیکن بصرہ میں اس وقت حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے حرث بن ابی ربیعہ امیر بصرہ تھا۔ حرث بن ربیعہ نے ان باغیوں کے منصوبوں کو پورا نہ ہونے دیا اور سب کو ایک محلہ میں گھیر کر محصور کرلیا، پھر سب کو بصرہ سے نکال دیا۔ یہ لوگ بصرہ سے نکل کر کوفہ میں مختار کے پاس چلے آئے۔ اس طرح بصرہ تو بچ گیا مگر کوفہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت سے نکل گیا۔

کوفہ میں مختار کا تسلط اور قتل وقتال

کوفہ میں مختار نے اپنا تسلط قائم کر کے شرفائے کوفہ کو اپنا مصاحب بنایا اور دوسرے بلادِ اسلامیہ پر قبضہ کرنے کے لیے چند

خادم اہل بیت حافظ عبد الوحید الحنفی

جھنڈے بنائے۔ ایک علم عبداللہ بن حرث بن اشتر کو دے کر اوینیا کی طرف بھیجا۔ ایک علم محمد بن عمیر بن عطارد کو دے کر آذربائیجان کی طرف روانہ کیا، ایک علم عبد الرحمٰن بن سعید بن قیس کو دے کر موصل کی طرف رخصت کیا۔ اسحاق بن مسعود کو مدائن کا علم اور سعد بن خذیفہ الیمان کو حلوان کا علم سپرد کیا۔ عبد اللہ بن کامل کو کوفہ کا کوتوال اور شریح کو کوفہ کا قاضی بنایا، بعد میں شریح کو معزول کر کے عبد اللہ بن مالک طائی کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔

ہر طرف مختار کے فرستادہ سرداروں کو کامیابی حاصل ہوئی اور لوگو ں نے مختار کی حکومت تسلیم کر کے بیعت کر لی۔ صرف موصل پر عبد الرحمٰن سعید کو کوئی قابو نہ ملا کیوں کہ وہاں عبدالملک بن مروان کی طرف سے عبیداللہ بن زیاد بطور گورنر مامور تھا۔ عبد الرحمٰن بن سعید نے بجائے موصل کے تکریت میں جاکر قیام کیا اور مختار کو حالات سے اطلاع دی۔ مختار نے موصل کی مہم یزید بن انس کے سپرد کی اور تین ہزار سوار دے کو موصل کی جانب رخصت کیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے جب یزید بن انس کے آنے کی خبر سنی تو ربیعہ بن مختار غنوی کو یزید بن انس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ بابل کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔

عبد الوحید الحنفی

یہ لڑائی ۹ ذی الحجہ سنہ ۶۶ھ کو ہوئی۔ ربیعہ مارا گیا اور شامی لشکر کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ شامی واپس جارہے تھے کہ راستے میں عبداللہ بن حملہ خثعمی تین ہزار کی جمعیت سے آتا ہوا ملا۔ جس کو عبید اللہ بن زیاد نے ربیعہ کی امداد کے لیے روانہ کیا تھا عبد اللہ نے منہزمین کو روک کر اپنے ساتھ لیا اور اگلے دن ۱۰ ذی الحجہ بروز عید الاضحیٰ کوفی لشکر پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں بھی کوفیوں کو فتح اور شامیوں کو شکست ہوئی۔ کوفیوں نے کئی ہزار شامیوں کو گرفتار کیا اور یزید بن انس کے حکم سے وہ قتل کئے گئے۔

اسی روز شام کے وقت یزید بن انس بھی جو پہلے سے بیمار تھا فوت ہو گیا اور مرتے وقت ورقاء بن عازب کو امیر لشکر بنا گیا۔ اگلے روز ورقہ بن عازب کے جاسوس نے آکر خبر دی کہ عبید اللہ بن زیاد خود مقابلے پر آنے والا ہے۔ ورقاء نے عبید اللہ کا نام سنتے ہی بابل سے کوچ کیا اور عراق کی حدود کے اندر آکر قیام کیا اور مختار کو لکھا کہ میرے پاس تھوڑی فوج تھی لہٰذا میں پیچھے ہٹ آیا ہوں۔

اس خبر کو سن کر کوفہ میں لوگوں نے ورقاء کو ملامت سے یاد کیا کہ فتح مند ہو کر شکست یافتوں کا طرزِ عمل کیوں اختیار کیا؟ مختار نے کوفہ سے سات ہزار فوج دے کر ابراہیم بن مالک بن

اشتر کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ یزید بن انس کا تمام لشکر بھی ورقاء کی سرداری سے نکال کر تم اپنے ماتحت کر لینا۔

ابراہیم کے رخصت ہونے کے بعد اہلِ کوفہ نے شیث بن ربعی کے پاس آکر شکایت کی کہ مختار ہماری پوری پوری قدر دانی نہیں کرتا اور ہمارے حقوق غصب کرتا ہے شیث بن ربعی نے کہا کہ میں ذرا مختار سے مل کر گفتگو کر لوں اور دیکھوں وہ کیا جواب دیتا ہے، شیث جب مختار کے پاس آیا تو اس نے کہا میں ہر ایک کام اہلِ کوفہ کی مرضی کے موافق کرنے کو تیار ہوں اور مالِ غنیمت میں سے بھی ان کو حصہ دینے کا اقرار کرتا ہوں بشرطیکہ وہ مجھ سے اس بات کا اقرار کریں کہ ہم بنو امیہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑیں گے، یہاں تک کہ دونوں کی طاقتوں کو نابود کر دیں۔

شیث بن ربعی نے کہا اچھا میں اہلِ کوفہ سے دریافت کر لوں، شیث بن ربعی مختار کے پاس سے اٹھ کر آیا۔ کوفہ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو مختار کے ہاتھ پر اس کی حکومت سے پہلے ہی بیعت کر چکے تھے وہ اس کے عقیدہ و ہم خیال تھے، ان کے ساتھ مختار بڑی بڑی رعائتیں کرتا تھا۔ کچھ ایسے تھے جنہوں نے صرف اس کی حکومت کو تسلیم کر کے بیعتِ اطاعت کی تھی۔ وہ اس کے ہم خیال اور خونِ حسین رضی اللہ عنہ کے مطالبے میں ہم نوانہ تھے، انہیں کو

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مختار سے شکایات تھیں۔

چنانچہ شیث بن ربعی کے واپس آنے پر ان لوگوں نے مختار کے خلاف ہجوم کیا اور دار الامارہ میں پہنچ کر مختار سے کہا کہ ہم نے تم کو معزول کر دیا تم حکومت چھوڑ کر الگ ہو جاؤ کیوں کہ تم محمد بن حنفیہ کے نائب اور خلیفہ نہیں ہو۔ مختار نے اس وقت بڑی چالاکی اور دور اندیشی سے کام لیا، لوگوں کو سمجھایا کہ میں تم پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تم سب کو خونِ حسین رضی اللہ عنہ بھی معاف کر دیا، ہر قسم کی رعایت بھی تم کو دی جائے گی۔ اس وقت بنو امیہ کا مقابلہ در پیش ہے تم کو چاہیے کہ ایسے وقت میں فتنہ وفساد برپا نہ کرو ورنہ نتیجہ اچھا نہ ہو گا، جاؤ سوچو اور خوب غور کرو کہ تم جس کام پر آمادہ ہو وہ تمہارے لیے اچھا نتیجہ پیدا نہ کرے گا۔

مختار کے حامی قاتلانِ حسن رضی اللہ عنہ کا انجام

ان لوگوں کے سرداروں نے اس وقت مختار کی ان باتوں کو منظور کر لیا اور کہا کہ اچھا ہم غور کریں گے۔ ان کا مدعا یہ تھا کہ ابراہیم بن مالک جو کوفہ سے روانہ ہوا ہے دور چلا جائے اور ہمارے لیے کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ ادھر مختار نے بھی ابراہیم کی غیر موجودگی میں اپنی بے بسی کو محسوس کر لیا تھا۔ لہٰذا اس نے

حافظ عبدالوحید الحنفی

فوراً ایک تیز رفتا رسانڈنی پر اپنا قاصد ابراہیم کے پاس بھیجا کہ فوراً اپنے آپ کو کوفہ میں واپس پہنچاؤ اور خود دار الامارہ میں دفاع مضبوط کر کے بیٹھ گیا۔

لوگوں نے اگلے روز دارالامارہ کا محاصرہ کرلیا۔ تیسرے روز ابراہیم راستے سے لوٹ کر کوفہ میں معہ اپنی فوج کے داخل ہوا اور ان لوگوں کو جو مختار کی مخالفت پر اٹھے تھے، قتل کرنا شروع کیا، غرض کوفہ میں کوئی گھر ایسا نہیں بچا جس میں سے ایک دو یازیادہ آدمی قتل نہ کیے گئے ہوں، مختار نے ان لوگوں کو جمع کر کے ان تمام لوگوں کی فہرستیں مرتب کروائیں جو ابنِ زیاد کے لشکر میں قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کے وقت موجود تھے یا جنہوں نے کسی قسم کا کوئی حصہ میدانِ کربلا میں لیا تھا۔ عمر وبن سعد اور شمر ذی لجوشن بھی گرفتا رہو کر مقتول ہوئے۔ عمرو بن سعد نے مختار سے امن حاصل کر لیا تھا لیکن مختار نے اپنے قول واقرار کا لحاظ نہ کر کے اس کا سر اتروا لیا۔ عمر وبن سعد کا لڑکا حفص بن عمرو مختار کی مصاحبت میں تھا۔ جس وقت عمرو بن سعد کا سر دربار میں آیا تو مختار نے حفص بن عمر و سے کہا کہ تم اس کو پہچانتے ہو، کس کا سر ہے؟ حفص نے کہا کہ ہاں میں پہچانتا ہوں لیکن اب اس کے بعد زندگی کا لطف جاتا رہا، مختار نے اسی وقت حکم دیا کہ حفص کا سر

بھی کاٹ لو، چنانچہ حفص کا سر بھی اتار لیا گیا۔

غرض اس قتل و گرفتاری کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہا، لوگ گھروں سے گرفتار ہو ہو کر آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے۔ عمرو بن سعد اور شمر وغیرہ کے سر مختار نے محمد بن حنفیہؒ کے پاس مدینہ میں بھجوادیئے تھے۔

عبیدہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بابل کے میدان میں بروز عید الاضحیٰ ۶۶ھ کوفیوں کے مقابلے میں شامیوں کو شکست ہوئی تھی مگر کوفی سپہ سالار ابنِ زیاد کے آنے کی خبر سن کر پیچھے ہٹ آیا تھا۔ اس خبر کو سن کر مختار نے اپنے سپہ سالارِ اعظم ابراہیم بن مالک بن اشتر کو سات ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ لیکن راستے ہی سے ابراہیم کو کوفہ کی طرف واپس لوٹنا پڑا، کوفہ میں نہایت کثرت سے لوگ قتل کیئے گئے اور شیعانِ علی کی مخالف جماعت یا شیعانِ علی کے سوا جو لوگ تھے ان کو اچھی طرح کچل دیا گیا۔ جس سے آئندہ کے لیے اس قسم کے خطرے کا سدباب ہو گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر ۲۲ ذی الحجہ ۶۶ھ کو مختار نے کوفہ سے ابراہیم بن مالک کو پھر اسی مہم پر ابنِ زیاد کے مقابلے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس مرتبہ چوں کہ کوفہ کی بغاوت کا کوئی خطرہ قطعًا باقی نہ رہا تھا اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لوگ بہت زیادہ خائف ہو چکے تھے۔ لہٰذا ابراہیم کے ساتھ تمام بڑے بڑے سرداراور بہادر لوگ بھیج دیئے گئے، ساتھ ہی وہ تابوت بھی بھیجا گیا جس میں وہ کرسی رکھی تھی اس تابوت کے بھیجنے سے مدعا یہ تھا کہ فوج کو پہلے ہی سے فتح کا یقین ہو جائے۔

ابراہیم بن مالک نہایت تیزی سے سرحد عراق کو عبور کرکے حدودِ موصل میں داخل ہوا جہاں عبیداللہ بن زیاد عبد الملک بن مروان کی طرف سے بطور گورنر مامور تھا۔ عبید اللہ بن زیاد اس لشکر کے آنے کی خبر سن کر موصل روانہ ہوا اور نہر خازر کے متصل دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن ہوئے۔

حافظ عبدالوحید الحنفی

ابن زیاد کا قتل

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نواسہ صدیق اکبرؓ کے دورِ خلافت ہی میں ۱۰ محرم ۶۷ ھ میں ابراہیم بن الاشتر اور ابن زیاد کے درمیان دریائے خازر پر موضع بارِشیا کے پہلو میں جنگ ہوئی۔

ابراہیم بن الاشتر نے فوجی دستوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

”اے دین کے مددگارو! اے حق و صداقت کے ساتھیو! اور اے اللہ کے سپاہیو! یہ عبید اللہ بن مرجانی حضرت حسینؓ ابن علیؓ اور ابنِ فاطمہؓ بنت رسول اللہ کا قاتل ہے۔ جو حسینؓ اور اس کی

صاحبزادیوں، عورتوں اور ان کے مددگاروں کے درمیان حائل ہو گیا اور انہیں نصرت کو نہیں آنے دیا۔ باوجودیکہ دریائے فرات انہیں نظر آرہا تھا مگر اس سے پانی تک حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں پر بند کر دیا۔

وہ اپنے چچیرے بھائی یزید کے پاس صلح کرنے کی غرض سے جانا چاہتے تھے۔ مگر اس نے اس سے بھی آپ کو باز رکھا۔ آپ اللہ کی زمین میں کسی طرف چلے جانا چاہتے تھے۔ مگر اس نے اس سے بھی آپ کو روک دیا۔ اور آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو شہید کر ڈالا۔ ابن مرجانہ نے اہلِ بیت کے ساتھ بد سلوکی کی جو کہ بالکل پاک اور بے گناہ تھے۔

اب اللہ نے تمہیں اور اسے میدان میں ایسی جگہ جمع کیا ہے کہ تمہارے کلیجے تمہارے ہاتھوں اس کے خون بہنے سے ٹھنڈے ہوں۔ کیوں کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت کی حمایت میں جہاد کے لیے نکلے ہو۔"

ابراہیم بن اشتر نے اس طرح میمنہ اور میسرہ اور تمام فوج کا چکر لگایا اور لوگوں کو جہاد اور مارنے مرنے پر ترغیب دی۔ پھر واپس آکر اپنے جھنڈے کے نیچے گھوڑے سے اترا۔[1]

[1] تاریخ طبری حصہ دوم ج۴ ص ۳۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آغازِ جنگ، قتل شہدائے کربلا کا انتقام

اب فوج ابن زیاد کی طرف بڑھی۔ عبید اللہ بن زیاد کے پاس اس روز ایک ایسی تلوار تھی، جس چیز پر پڑتی اس پر کچھ اثر نہ کرتی۔ اس کی فوج شکست کھا کر بھاگ نکلی۔ خود ابراہیم کہتے ہیں کہ دریائے خارزار کے کنارے ایک اکیلے جھنڈے کے نیچے میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشرق میں اور دونوں پاؤں مغرب کی طرف اڑ گئے تھے۔ لوگوں نے اس کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ یہی عبید اللہ بن زیاد تھا، جو مقتول پڑا ہوا تھا۔ ابراہیم نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ اس لیے اس کے دونوں ہاتھ مشرق اور مغرب کی طرف علیحدہ علیحدہ پڑے ہوئے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حصین بن نمیر کا قتل

جب دونوں فوجیں آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئیں تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں سمیت ایسا شدید حملہ کیا کہ پرے کے پرے صاف کر ڈالے اور حصین بن نمیر تک جا پہنچے۔ غبار کا ایک طوفان اٹھا اور تلواروں کے گھٹا کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ جب غبار ختم ہوا تو معلوم ہوا کہ

تغلبی و ابن زیاد مقتول پڑے ہیں۔

شریک بن جدیر التغلبی نے ابن زیاد کے دھوکے میں حصین بن نمیر المسکونی پر حملہ کیا اور وہ دونوں گتھم گتھا ہوگئے۔شریک نے پکار کر کہا کہ ابن زیاد کو قتل کر ڈالو۔اس طرح حصین بن نمیر قتل کر دیے گئے۔

شریک بن جدیر کو جب حضرت حسینؓ بن علیؓ کی شہادت کی خبر ملی تھی تو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میرا بس چلا تو ابن زیاد کو قتل کر ڈالوں گا یا خود جان دے دوں گا۔

جب انہیں یہ خبر ملی کہ مختار ثقفی، حضرت حسینؓ کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو شریک بن جدیر تغلبی، مختار ثقفی کے پاس آئے۔ مختار ثقفی نے انہیں ابراہیم بن الاشتر کے ساتھ بنی ربیعہ کے رسالے پر سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ شریک بن جدیر نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میں نے اس کام کے لیے اللہ سے عہد کیا ہے۔تو تین سو جوان مردوں نے ان کے ہاتھ پر آخر دم تک لڑنے کے لیے بیعت کر لی۔[1]

ابن زیاد کا سر، علی بن حسینؓ کے پاس مدینہ میں

ابرہیم بن اشتر نے قتل کرنے کے بعد ابن زیاد اور حصین بن

---

[1] تاریخ طبری ج۴۔ حصہ دوم ص ۳۳

نمیر کے سر، مختار ثقفی کے پاس بھیج دیے۔ اس نے یہ سر، مکہ میں ابن زبیرؓ کے پاس بھیج دیے، پھر نواسہ صدیق اکبرؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ نے ابن زیاد اور حصین بن نمیر کے سر مدینہ میں علی بن حسینؓ کے پاس بھیج دیے۔

اس طرح واقعہ کربلا کے اہم کردار ابن زیاد اور حصین بن نمیر اپنے انجام کو پہنچے۔ ابن عساکر نے ابو احمد الحاکم وغیرہ سے ایسے ہی بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۷ ھ میں ہوا۔[1]

واقعہ کربلا کے وقت ابن زیاد کی عمر ۱۸ سال تھی

ابو الفضل بن وکین نے بیان کیا ہے کہ ابن زیاد نے جس وقت حضرت حسینؓ کو کربلا میں شہید کرایا۔ اس وقت ابن زیاد کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اس لحاظ سے اس کی پیدائش ۴۳ ھ میں ہوئی ہوگی۔ (البدایہ والنہایہ ج ہشتم ص ۱۲۵۲)

دوسری روایت میں ابن زیاد کی عمر ۲۴ سال تھی جب کہ وہ قتل کر دیا گیا۔ تیسری روایت میں ہے کہ اس کی پیدائش ۳۹ ھ میں ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ ج ہشتم ص ۱۲۵۲)

ایک اور روایت کے مطابق ابن زیاد کی عمر واقعہ کربلا کے وقت ۲۱ سال تھی اور قتل کے وقت ۲۸ سال تھی۔ واللہ اعلم

[1] البدایہ والنہایہ ج ہشتم ص ۱۲۵۸

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابن زیاد کی تمنا اور شہادت حسینؓ پر افسوس

بعض روایتوں میں اتنا مضمون ہے کہ ایک شب کا ذکر ہے کہ شام کے سفر میں ابن زیاد نے کہا کہ اونٹوں کی سواری سے میں اکتا گیا۔ میرے لیے کوئی گدھا کس دو۔

یساف لشکری نے گدھے پر جار جامہ ڈال دیا۔ یساف کہتا ہے کہ ابن زیاد اس پر سوار ہوا۔ دونوں پاؤں اس کے گویا زمین پر رگڑتے ہوئے جاتے تھے۔ میں نے ابنِ زیاد سے کہا: تم دل میں کیا کہہ رہے تھے۔ ابن زیاد نے کہا: تجھے اللہ کی قسم! ضرور بیان کرو۔ میں نے کہا: تم دل میں یہ کہہ رہے تھے، کاش! کہ حسینؓ کو میں نے قتل نہ کیا ہوتا۔

ابنِ زیاد نے جواب میں کہا: حسینؓ کا نام جو تم نے لیا ہے، تو سنو! وہ مجھے قتل کرنے آرہے تھے۔ میں نے انہیں قتل کرنے کو بہتر سمجھا۔ کاش! جن لوگوں کو میں نے قتل کیا ہے، نہ کیا ہوتا۔

سنو! واللہ! کلمہ اخلاص کے بعد کوئی عمل جس سے زیادہ تر قربت خدا حاصل ہو، میں نے نہیں کیا۔ سوا اس کے کہ جن لوگوں کو خوارج سے میں نے قتل کیا۔ میرے نزدیک وہ عمل خیر سب سے بڑھ کر ہے۔ (تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۲۸۲)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مختار ثقفی کا ابنِ زبیرؓ کے قتل کا منصوبہ

۶۷ ھ میں مختار نے ایک فوج مدینہ اس غرض سے روانہ کی کہ یہ دھوکہ سے ابنِ زبیرؓ کو قتل کر دے۔ حالاں کہ اس نے ابن زبیرؓ پر یہ ظاہر کیا تھا کہ میں اس فوج کو آپ کی امداد کے لیے بھیج رہا ہوں۔ تاکہ آپ اس کی مدد سے اس فوج کا مقابلہ کریں جو عبد الملک امیر شام نے آپ کے مقابلہ پر بھیجی ہے۔ اور جو وادی القریٰ میں آکر فروکش تھی۔[1]

مختار ثقفی کی ابن زبیرؓ سے اعانت طلبی

جب مختار نے کوفہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس کی حکومت مضبوطی سے قائم ہوگئی تو اب تک شیعہ سمجھتے تھے کہ یہ ابن الحنفیہ کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ اور اس کا مقصد اہلِ بیت کے خون کا بدلہ لینا ہے۔ مگر اب اس نے ابن زبیرؓ سے چال چلی اور انہیں لکھا:

> ”میں نے آپ کی خیر خواہی کی اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں جو کوشش کی اسے آپ جانتے ہیں۔ آپ نے خود ہی مجھ سے بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا، بشرطیکہ آپ کی خیر خواہی میں کامیاب ثابت ہوں۔

[1] تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۴۱۳

میں نے جو عہد کیا تھا، وہ پورا کیا مگر آپ نے وعدہ کا ایفا نہ کیا۔ اب جو کچھ میں نے کیا ہے آپ واقف ہیں۔ اگر آپ میرے ساتھ تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔"

اس خط کے لکھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اپنے اقتدار کے پوری طرح قائم ہونے تک وہ ابنِ زبیرؓ کو اپنی مخالفت سے باز رکھے۔ اس کارروائی سے اس نے شیعوں کو مطلقاً آگاہ نہیں کیا۔ اگر اتفاقیہ طور پر اس کے متعلق کوئی بات انہیں معلوم بھی ہوئی تو انہوں نے اسے باور کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔[1]

ابنِ زبیرؓ کی جانب سے عمر بن عبد الرحمٰن عامل کوفہ

مختار ثقفی کے خط موصول ہونے پر ابنِ زبیرؓ نے چاہا کہ معلوم کریں کہ آیا مختار صلح چاہتا ہے یا لڑنا چاہتا ہے۔ اس غرض سے انہوں نے عمر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی کو بلا کر حکم دیا کہ تم کوفہ جاؤ۔ ہم نے تم کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے کہا: میں وہاں کیسے جاؤں؟ وہاں تو مختار ثقفی نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ابنِ زبیرؓ نے کہا: جاؤ وہ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا مدعی ہے۔ ابنِ زبیرؓ نے اسے اخراجاتِ سفر کے لیے تیس چالیس ہزار

---

[1] تاریخ طبری ج۴۔ حصہ اول ص ۴۱۳

درہم دیے۔ عمر بن عبد الرحمٰن کوفہ روانہ ہوا۔

مختار ثقفی کا جاسوس مکہ سے مختار کے پاس آیا۔ مختار نے دریافت کیا کہ ابنِ زبیرؓ نے عمر بن عبد الرحمٰن کو کس قدر رقم دی ہے۔ اس نے کہا کہ تیس اور چالیس ہزار کے درمیان۔

زائد بن قدامہ اور عمر بن عبد الرحمٰن کی ملاقات

مختار ثقفی نے زائد بن قدامہ کو بلایا اور کہا کے اپنے ساتھ ستر ہزار درہم لے جاؤ، یہ رقم اس رقم سے دگنی ہے جو ابنِ زبیرؓ نے عمر بن عبد الرحمٰن کو کوفہ آنے کے لیے دی ہے۔ صحرا میں عمر سے جا کر ملو، مسافر بن سعید بن نمران الناعطی کو پانسو نیزہ باز شہسوار کے ساتھ جو خود اور زرہ سے مسلح ہوں اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ اور عمر سے کہہ دو کہ جس قدر روپیہ تم کو دیا گیا ہے، یہ اس سے دو چند موجود ہے ہم نہیں چاہتے کہ تمہارا نقصان ہو۔ اسے لے لو اور واپس چلے جاؤ۔ اگر وہ اتنا کہنے پر واپس چلا جائے تو ٹھیک ورنہ یہ لشکر اس کو دکھا دینا اور بتادینا کہ اس کے پیچھے اسی طرح کے لشکر کے سو دستے اور موجود ہیں۔

عمر بن عبد الرحمٰن کی مراجعت

زائدہ یہ رقم اور لشکر لے کر عمر سے ملے۔ صحرا میں ملاقات کی اور کہا کہ یہ رقم لے لو، اور واپس چلے جاؤ۔ عمر بن عبد الرحمٰن

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نے کہا مجھے امیر المومنین ابنِ زبیرؓ نے کوفہ کا عامل مقرر کیا ہے۔ ان کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے۔

عمر بن عبد الرحمٰن نے لشکر دیکھ کر کہا کہ اب میں مجبور ہوں۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ اب وہ مجھ پر کوئی الزام نہیں رکھ سکتے۔ اور عمر نے اپنا رخ بصرہ کا کیا، اور وہاں چلے گئے۔[1]

عبد اللہ بن زبیرؓ کو مختار ثقفی کی اعانت فوج کی پیشکش

مختار ثقفی نے ابنِ زبیرؓ کو یہ خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبد الملک بن مروان نے آپ سے لڑنے کے لیے ایک فوج بھیجی ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی مدد کے لیے امدادی فوج بھیج دوں۔ ابنِ زبیرؓ نے اسے لکھا:

اگر تم میرے مطیع ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم میرے پاس فوج بھیجو اور وہاں میرے لیے بیعت لو۔ جب مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے، میں تمہاری اس بات کو سچ سمجھوں گا اور تمہارے علاقہ پر اپنی فوجیں روانہ نہیں کروں گا۔ جو فوج تم میری امداد کے لیے بھیجنا چاہتے ہو، اسے فوراً بھیج دو۔ اور اسے حکم دو کہ وادی

[1] تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ۴۱۴

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

القریٰ میں عبد الملک بن مروان کی فرستادہ فوج کے مقابلے پر جا کر لڑے۔ والسلام

شرجیل بن درس الہمدانی کی روانگی

مختار ثقفی نے شرجیل بن دوس الہمدانی کو بلایا اور اسے تین ہزار فوج کے ہمراہ جن میں تعداد غالب حوالیوں کی تھی اور عرب صرف سات سو تھے، مدینہ جانے کا حکم دیا۔ اور ہدایت کی کہ مدینہ پہنچتے ہی اپنی آمد سے مجھے مطلع کریں۔ اس کے بعد میں آئندہ کے لیے تم کو ہدایت بھیجوں گا۔

مختار اصل میں یہ چاہتا تھا کہ جب یہ مدینہ پہنچ جائے تو اس فوج پر کسی اور شخص کو اپنی طرف سے سپہ سالار مقرر کر کے بھیج دے اور شرجیل کو مکہ جانے کا حکم دے تاکہ یہ وہاں جا کر ابن زبیرؓ کا محاصرہ کر کے ابنِ زبیرؓ سے لڑے۔

مختار ثقفی کے بارے میں ابنِ زبیرؓ کا خدشہ

شرجیل کوفہ سے مدینہ روانہ ہوا۔ ادھر ابنِ زبیرؓ کو خوف ہوا کہ مبادا مختار نے میرے ساتھ کوئی فریب نہ کیا ہو۔ اس لیے انہوں نے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار فوج دے کر مدینہ بھیج دیا۔ اور ہدایت کی کہ کوفہ سے آنے والے لشکر پر نظر

رکھے۔اگر یہ ان کے مطیع و فرماں بردار ہوں تو خیر ورنہ ان سے بچ کر رہے۔عباس نے یہاں آکر دیکھا کہ ابن درس پانی پر پوری جنگی ترتیب کے ساتھ فروکش ہے۔عباس نے عراقیوں کے قریب پہنچ کر انہیں سلام کیا اور ابنِ درس سے پوچھا: کیا تم ابنِ زبیرؓ کی اطاعت میں نہیں ہو۔اس نے کہا: ہاں اطاعت میں ہوں۔

عباس نے کہا کہ وادی القریٰ میں ان کے دشمن فروکش ہیں۔ تم ہمارے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے چلو۔ابن درس نے کہا: مجھے تمہارے احکام بجا لانے کی ہدایت نہیں دی گئی۔مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مدینہ پہنچ کر ٹھہروں اور پھر جو مناسب سمجھوں کروں۔

عباس بن سہل نے کہا: اگر تم ابنِ زبیرؓ کی اطاعت میں ہو تو انہوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو اور تمہاری فوج کو وادی القریٰ میں اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے لے جاؤں۔ابن درس نے کہا: مجھے تمہارا حکم ماننے کا حکم نہیں دیا گیا۔اور نہ میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ میں جاؤں گا۔البتہ مدینہ پہنچ کر اپنے حاکم مجاز کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دوں گا، پھر وہ جو حکم مجھے دیں گے ویسا ہی کروں گا۔

شرجیل بن درس کی فوج کے لیے رسد کی فراہمی

عباس بن سہل نے جب اس کی حجت آمیز گفتگو سنی تو اسے

معلوم ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف ہے۔ مگر اس نے مناسب نہ سمجھا کہ ابن درس اس بات سے آگاہ ہو کہ اس نے اس کے رویہ کو سمجھ لیا ہے۔ اس لیے عباس نے اس سے کہا: اچھا تمہیں جو مناسب معلوم ہو وہ کرو۔ میں تو وادی القریٰ جاتا ہوں۔[1]

جب رات ہوئی تو عباس بن سہل نے ان پر شب خون مارا۔ اور اس نے ان کے امیر ابن درس اور تقریباً ستر آدمیوں کو قتل کر دیا اور باقی لوگوں کو امان دے کر قیدی بنالیا۔ اور پھر ان کی اکثریت کو قتل کر دیا۔ اور ان میں سے دوسو چھوڑ دیئے جو مختار کی طرف اور اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔[2]

مختار کا دعویٰ نبوت اور کرسی علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تشریف لے گئے تو آپ کی ایک کرسی تھی اس پر بیٹھ کر اکثر حکومت کا کام جاری کیا کرتے تھے ان کا ایک بھانجا جعدہ بن ام ہانی بنت ابی طالب کا بیٹا تھا، کوفہ میں رہا کرتا تھا وہ کرسی اسی کے قبضے میں تھی۔ مختار نے کوفہ میں اپنا سکہ بٹھا کر اس کرسی کو حاصل کرنے کی کوشش کی جعدہ نے

---

1 تاریخ طبری ج۴۔ حصہ اول ص ۲۱۶

2 تاریخ طبری ج۴۔ حصہ اول ص ۴۱۷۔ البدایہ والنہایہ ج ہشتم ص ۱۲۴۳

کہا: اچھا مجھ کو ایک ہفتہ مہلت دیجیے، کہ میں اس کو تلاش کرکے آپ کی خدمت میں پیش کروں مختار نے کہا کہ میں تین دن سے زیادہ کی مہلت ہر گز نہ دوں گا۔ اگر اس عرصہ میں تم نے کرسی نہ پہنچائی تو سختی اور تشدد کا برتاؤ شروع کیا جائے گا۔

جعدہ کے محلہ میں ایک روغن فروش رہتا تھا اس کے پاس بھی اسی قسم کی ایک کرسی تھی جعدہ نے وہ کرسی اس سے خریدی، پوشیدہ طور پر اپنے گھر لے گیا اس کو خوب صاف کیا اور بڑے تکلف واحتیاط کے ساتھ غلافوں میں لپیٹ کر مختار کے پاس لے گیا، مختار نے کرسی لے کر جعدہ کو خوب انعام واکرام سے نوازا کرسی کو بوسہ دیا۔ اس کو سامنے رکھ کر دو رکعت نماز پڑھی، پھر اپنے مریدوں کو جمع کرکے کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے تابوتِ سکینہ کو موجب نصرت وبرکات بنایا تھا اسی طرح کہ شیعانِ علی کے لیے اس کرسی کو نشانہ قرار دیا اب ہم کو ہر جگہ فتح ونصرت حاصل ہو گی اس کے مریدین نے اس کرسی پر آنکھیں ملیں بوسے دیئے اور اس کے آگے سر جھکائے، پھر مختار نے حکم دیا کہ ایک تابوت بنایا جائے چنانچہ نہایت خوبصورت تابوت تیار ہوا۔ اس کے اندر وہ کرسی رکھی گئی چاندی کا ایک قفل اس کو لگایا گیا اور اس تابوت کی حفاظت کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لیے آدمی متعین کئے جامع مسجد و کوفہ میں وہ تابوت رکھا گیا ہر شخص نماز پڑھنے کے بعد اس تابوت کو بوسہ دیتا مختار نے کوفہ کی حکومت کرنے سے پہلے ہی اپنے مکر تزویر کے جال کو اور اپنے غیر معمولی روحانی طاقتوں کو لوگوں کا معتقد بنانا شروع کردیا تھا، حکومت کوفہ حاصل کرنے کے بعد اس کی چالاکی اور ہوشیاری کو اور بھی زیادہ کامیابی کے مواقع میسر ہونے لگے اور رفتہ رفتہ نبوت کے دعوؤں تک پہنچنے لگا۔

جس زمانے میں مختار نے کوفہ پر قبضہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مذکورہ خط لکھا۔اسی کے قریب زمانہ میں چند روز کے بعد عبدالملک بن مروان نے عبد الملک بن حرث بن ابی الحکم بن ابی العاص کو ایک لشکر دے کر وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا۔ یہ گویا عبد الملک بن مروان کی طرف سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر پہلی چڑھائی تھی،اس چڑھائی کا حال سن کر مختار نے دوسرا خط حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو لکھاکہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی مدد کے لیے کوفہ سے فوج روانہ کراؤں؟ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لکھا کہ اگر تم میرے فرمانبردار مُطیع ہونے کی حیثیت سے فوج روانہ کرتے ہو تو فوراً ایک فوج وادی القریٰ میں بھیج دو۔ مختار نے شرجیل بن دوس

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہمدانی کو تین ہزار کی جمعیت سے یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ تم سیدھے اول مدینے میں جاکر قیام کرو پھر وہاں سے مجھ کو حالات لکھ کر بھیجو۔ اس کے بعد جو حکم میں بھیجوں اس کی تعمیل کرو۔ مدعا اس سے مختار کا یہ تھا کہ میں اس بہانے مدینہ فوج بھیج کر محمد بن حنفیہ کی خوشنودی اس طرح سے حاصل کر سکوں گا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا اور میرا اثر شیعانِ علی میں ترقی کر سکے گا۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مختار کی چالاکیوں کو سمجھتے تھے۔ انہوں نے مذکورہ جواب مختار کے پاس بھیج کر فوراً عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ متعین کیا کہ اگر کوفہ سے مختار کوئی لشکر بھیجے تو اول یہ معلوم کرو کہ وہ محکوم ہو کر آیا ہے یا خو مختار ہے؟ اگر محکوم ہے تو اس سے کام لو اور اگر وہ محکوم ہو کر نہیں آیا تو اس کو واپس کردو۔ واپس ہونے سے انکار کرے تو اس کا مقابلہ کرو۔ مقامِ اقیم میں عباس و شرجیل کی ملاقات ہوئی۔ عباس نے کہا تم لوگ مقام وادی القریٰ کی طرف ہمارے ساتھ دشمن سے مقابلہ کو چلو۔ شرجیل نے کہا ہم کو سیدھے مدینے جانے کا حکم ہے، وہاں ہم دوسرے حکم کا انتظار کریں گے، تب کہیں جاسکیں گے۔ عباس نے اول

ان کوفیوں کو کھانے پینے کا سامان دے کر تواضع کی، پھر تعمیلِ حکم سے انکار کرنے کی پاداش میں حملہ کرکے اپنے دو ہزار آدمیوں سے ان تین ہزار کو مجبور کردیا اور ستر آدمی قتل کرکے کوفہ کی طرف زبردستی لوٹا دیا۔ مختار نے اس سے بھی فائدہ اٹھایا اور محمد بن حنفیہ کو خط لکھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شکایت کی کہ انہوں نے میری فوج کو آپ تک نہ پہنچنے دیا جو آپ کی حفاظت کے لیے میں نے روانہ کی تھی۔ اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے ایک معتمد خاص کو بھیج دیجیے تاکہ میں اس کے ساتھ ایک زبردست فوج روانہ کردوں اور لوگوں کو بھی آپ کے فرستادے کی زیارت سے اطمینان حاصل ہو۔

محمد بن حنفیہؒ نے مصلحتًا جواب میں لکھا کہ میں تمہاری حق پسندی سے واقف ہوں تم مجھ کو گوشۂ عافیت میں بیٹھا رہنے دو اور مخلوقِ الٰہی کی خونریزی سے پرہیز کرو۔ میں اگر حکومت وامارت کا خواہاں ہوتا تو تم سے زیادہ لوگوں کو اپنے گرد جمع کرسکتا تھا لیکن میں نے اپنے تمام دوستوں اور ہوا خواہیوں کو معطل کر رکھا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خود ہی جو چاہے گا فیصلہ کرے گا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مصعب بن زبیرؓ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے بھائی مصعب بن زبیرؓ نے کوفہ کا رخ کیا۔ انہوں نے عباد بن الحصین بن معمر کو اپنے میمنہ پر اور مہلب بن ابی صفرہ کو اپنے میسرے پر سردار مقرر کیا۔ مالک بن سمع کو قبیلہ بکر بن وائل کے دستے پر، مالک بن منذر کو قبیلہ عبد قیس کے دستے پر، احنف بن قیس کو بنی تمیم کے دستے پر، زیادہ بن الاذدی کو قبیلہ ازد کے دستے پر قیس بن ہشیم کو اہل غبد کے دستے پر سردار مقرر کیا۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب اور مصعب ابنِ زبیرؓ سے مقابلہ

جب مختار کو ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں میں خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا:

اے کوفہ والو! اے دین والو! صداقت اور کمزوروں کے مددگارو! اے رسول اللہ ﷺ اور آلِ رسول کے حامی گروہ! تم نے اپنے باغیوں کو بھگا دیا۔ جنہوں نے تم سے سرکشی کی۔ اس لیے فوراً احمر بن شمیط کے ساتھ میدانِ جنگ میں جانے کے لیے مستعد ہو جاؤ۔[1]

---

1 تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۳۶

کوفہ پر حملہ کی تیاری

سنہ ۶۴ھ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قریباً تمام عالم اسلام میں خلیفہ تسلیم کئے جاتے تھے۔ پھر مصر، فلسطین اور شام کا ملک ان کے دائرہ خلافت سے خارج ہو گیا۔ خلافت دوبارہ دمشق میں قائم ہو گئی۔ سنہ ۶۵ھ میں بعض صوبوں کے اندر بغاوتیں ہوئیں لیکن حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ ضرور تسلیم کیا جاتا رہا اور کوئی صوبہ قبضے سے نہیں نکلا۔

سنہ ۶۶ھ میں کوفہ اور یمامہ دونوں قبضے سے نکل گئے۔ کوفہ میں مختار کی حکومت اور یمامہ میں نجدہ بن عامر کی حکومت خود مختارانہ طور پر قائم ہو گئی۔ بصرہ کو حرث بن ربیعہ نے اور فارس کو مہلب بن ابی صفرہ نے سنبھالے رکھا اور خوارج کے فتنوں کو سر ابھارتے ہی دبا دیا، مختار کی طرف سے بصرہ پر ڈورے ڈالے جا رہے تھے اور بصرہ میں عبد اللہ بن مطیعؓ سابق گورنر کوفہ اور عمرو بن عبد الرحمٰن نا مزد شدہ گورنر کوفہ بھی موجود تھے۔ ان دونوں کو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے شرمندگی تھی، اسی لیے بصرہ میں ان دونوں کی موجودگی مُوجب خطرہ بھی ہو سکتی تھی کہ کہیں کسی سازش میں شریک نہ ہو جائیں۔ جب حضرت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ سنا کہ عبید اللہ بن زیاد، ابراہیم بن مالک کے مقابلے میں مقتول ہو چکا ہے تو ان کو اہلِ شام اور عبدالملک بن مروان کی طرف سے تو گونہ اطمینان ہوا کہ ان کی طاقت کو ایک بڑا صدمہ پہنچا تھا اور وہ جلد حجاز پر حملہ آور ہونے کا ارادہ نہیں کرسکتے تھے، لیکن بصرہ کے متعلق خطرات بڑھ گئے، کیوں کہ مختار بن عبیدہ کی توجہ اس فتح کے بعد بصرہ ہی کی طرف مبذول ہونے والی تھی۔ لہٰذا انہوں نے فوراً بصرہ کے عامل حرث بن ربیعہ کو معزول کر کے اپنے بھائی مصعب بن زبیرؓ کو بصرہ کی گورنری پر مامور کر کے بھیجا۔

بصرہ میں کوفہ کے بہت سے آدمی مختار کے خوف سے بھاگ بھاگ کر چلے آئے تھے یہ وہ سب لوگ تھے جن کو اندیشہ تھا کہ قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کے بدلہ میں مختار ہم کو بھی قتل نہ کر دے۔ کوفہ کے مفرورین میں شیث بن ربعی اور محمد بن الاشعث بھی تھے۔ مصعب بن زبیرؓ نے بصرہ کی حکومت وامارت اپنے ہاتھ میں لے کر حالات کا پر غور مطالعہ شروع کیا۔ کوفہ سے آئے ہوئے لوگوں نے جن میں بعض بہت معزز اور تجربہ کار شخص بھی تھے، مصعب بن زبیرؓ کو مشورہ دیا کہ کوفہ پر حملہ کرو۔ مصعب نے کہا: مجھ کو امیر المومنین عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حکم دیا ہے کہ مہلب بن

ابی صفرہ کو لیے بغیر کوفہ پر حملہ نہ کروں۔ لہٰذا سب سے پہلے فارس سے مہلب کو بلوانا چاہیے۔ چنانچہ مصعب نے ایک خط مہلب کے نام لکھا اور محمد بن الاشعت کے ہاتھ مہلب کے پاس روانہ کیا۔ مہلب نے محمد بن الا شعت کو دیکھ کر کہا کہ مصعب کو ان کے سوا کوئی اور قاصد نہیں ملا۔ انہوں نے کہا کہ میں قاصد نہیں ہوں بلکہ خود اپنی غرض کو آیا ہوں کہ کوفہ کے حالات آپ کو سناؤں۔ ہمارے غلام زادوں نے ہمارے اموال اور مکانات پر قبضہ کرکے ہم کو بے دخل کردیا ہے اور مصیبت کے مارے بصرہ کی طرف بھاگ آئے ہیں اور فریاد کرتے ہیں کہ اللہ کے لیے ہماری مدد کرو اور مصیبت سے ہم کو نجات دلاؤ۔

مہلب بن ابی صفرہ فارس کے صوبہ کی حکومت اپنے بیٹے مغیرہ بن مہلب کے سپرد اور ملک کا قابلِ اطمینان بند وبست کرکے بصرہ کی طرف کافی سامان اور لشکر لے کر روانہ ہوا اور مصعب بن زبیر سے بصرہ میں آکر ملا۔ مہلب بن ابی صفرہ کے پاس حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خط بھی براہِ راست پہنچ چکا تھا کہ تم بصرہ میں مصعب بن زبیرؓ سے آکر ملو اور کوفہ پر حملہ کرو۔ مہلب کو کسی قدر توقف ہوا تو مصعب کو بصرہ سے قاصد بھیجنا پڑا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما شاید کوفہ میں چڑھائی

کرنے میں اور تامل فرماتے لیکن مختار نے جب کوفہ میں لوگوں کو بڑی کثرت سے قتل کیا اور یہ بھی مشہور کیا کہ میرے پاس جبرائیل امین آتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لاتا ہے اور میں بطور نبی مبعوث ہوا ہوں تو لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگے۔ کچھ تو بصرہ کی طرف گئے۔ بعض سیدھے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچے اور مختار کی نبوت کا حال بھی علاوہ مظالم کے سنایا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ سن کر کہ مختار نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کے استیصال میں توقف کرنا کسی طرح مناسب نہ سمجھا اور مہلب کو خط لکھا اور مصعب کو تاکید کی کہ بصرہ میں جاکر بغیر مہلب کے آئے ہوئے کوفہ کی طرف حملہ آور نہ ہونا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کوفہ پر مصعب بن زبیرؓ کا قبضہ

جب مہلب آگیا تو مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم دیا کہ جبر اکبر پر اپنے لشکر کو مرتب کردو۔ عبدالرحمٰن بن احنف کو کوفہ کی طرف روانہ کیا کہ وہاں جاکر قیام کرو اور پوشیدہ طور پر لوگوں سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پر بیعت لو۔ عبادہ بن حصین حطمی تمیمی کو مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا۔ میمنہ پر عمر بن

عبید اللہ بن معمر کو اور میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کیا اور قلب لشکر کی سرداری خود مصعب بن زبیرؓ نے اپنے پاس رکھی۔ اس طرح یہ لشکر مرتب ہو کر بصرہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوا۔

مختار کو جب اس فوج کشی کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی فوج لے کر کوفہ سے نکلاابراہیم بن مالک اس زمانے میں موصل کی حکومت کا مامور تھا اور وہ بصرہ سے نہیں آسکا تھا،بصرہ کی فوج میں ایک دستہ فوج ان لوگوں کا بھی تھا جو کوفہ سے بھاگ کر بصرہ پہنچے تھے۔اس دستۂ فوج کی سرداری محمد بن الا شعت کو دی گئی تھی۔ دونوں فوجوں کا مد آزا نامی گاؤں کے قریب مقابلہ ہوا۔ خوب زورو شور کی لڑائی ہوئی۔ آخر مختار کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہو کر کوفہ میں داخل ہوا۔ قصرِ امارت کی مضبوطی کرکے محصور ہو بیٹھا۔

میدانِ جنگ سے جب کوئی لشکر بھاگا تو محمد بن الاشعت نے فراریوں کا تعاقب کیا اور بھاگتے ہوؤں کو دور تک قتل کرتا چلا گیا۔ مصعب بن زبیرؓ نے دارا لامارہ کا محاصرہ کرلیا یہ محاصرہ کئی روز تک جاری رہا۔

مختار ثقفی کا قتل

مصعب بن زبیرؓ کی فوج نے احمر بن شمیط کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیط لڑتا رہا، یہاں تک کہ میدان جنگ میں قتل ہو گیا۔ اور مختار کی فوج شکست کھا گئی۔ مصعب بن زبیرؓ کی فوج نے تعاقب کیا۔ مختار ثقفی اور اس کے ہمراہی کوفہ کے قصر امارت میں محصور ہو گئے۔ مختار اور اس کے ساتھی قصر میں محصور تھے۔ محاصرہ کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

ایک روز مختار نے ہمراہیوں سے کہا کہ باہر نکل کر مقابلہ کریں گے۔ لیکن وہ نہ مانے، آخر وہ انیس ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ سے نکلا اور کہا کہ میں تمہارے ساتھ چلا آؤں تو کیا تم مجھے امان دیتے ہو، مصعب بن زبیرؓ کے ساتھیوں نے کہا کہ صرف اس شرط پر کہ تمہارا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔ مختار کہنے لگا کہ میں اپنی قسمت کی باگ کبھی بھی تمہارے ہاتھ میں نہ دوں گا، یہ کہا اور شمشیر زنی کرتے ہوئے مارا گیا۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۴۶)

مختار ثقفی کے ہمراہیوں کی گرفتاری

مختار ۱۴ رمضان ۶۷ ھ بعمر ۶۷ سال قتل کیا گیا۔

مختار ثقفی کے قتل ہو جانے کے بعد اس کی محصور فوج نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اپنے آپ کو مصعب بن زبیرؓ کے حوالے کر دیا۔ مصعب بن زبیرؓ نے سب کو گرفتار کرلیا۔ اور پھر آخر کار کچھ رہا کر دیے گئے اور کچھ کو قتل کر دیا گیا۔

اس طرح مختار ثقفی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور مصعب بن زبیرؓ نے کوفہ پر کنٹرول کر لیا۔ (تاریخ طبری ج۴۔ حصہ دوم ص ۵۰)

محصورین کے بارے میں مشورہ

پہلے مصعب بن زبیرؓ کا ارادہ ہوا کہ عربوں کو چھوڑ دیں اور صرف عجمیوں کو قتل کرڈالیں۔ مگر ان کو مشورہ دیا گیا کہ اس طرز عمل کو اچھا نہیں سمجھا جائے گا۔ اگر آپ عربوں کو چھوڑ دیں گے اور صرف عجمیوں کو قتل کر ڈالیں گے۔ حالاں کہ مذہب تو سب کا ایک ہی ہے۔ جن لوگوں کے عزیز و اقارب اس جنگ میں ان محصورین کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے اور مختار کے ہاتھوں مارے گئے تھے، ان سب کو قصاص میں قتل کر دینا چاہیے۔ اس پر ان کے قتل کا مصعب نے حکم دے دیا کہ تمام قیدی قتل کر دیے جائیں۔

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور چھ ہزار نفوس اس جنگ کے مقتولوں کے قصاص میں قتل کیے گئے۔ (تاریخ طبری ج اول ص ۵۴ حصہ دوم)

مختار کے ساتھ ایک ہزار آدمی قصر کے اندر محصور تھے۔ آخر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سامانِ رسد کی کمی سے مجبور ہو کر مختار نے قلعہ کا دروازہ کھولنے اور مقابلہ کر کے مرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے ہمراہیوں نے اسے منع کیا اور مشورہ دیا کہ مصعب سے جان کی امان طلب کر کے دروازہ کھولو۔ یقین ہے کہ مصعب ضرور امان دے دے گا۔ لیکن مختار نے اس مشورہ کو ناپسند کیا، سر میں خوشبو دار تیل ڈالا، کپڑوں کو عطر ملا اور ہتھیار لگا کر قصر سے نکلا۔ صرف انیس (۱۹) آدمیوں نے اس کا ساتھ دیا باقی قصر کے اندر رہے، مختار نے نکل کر حملہ کیا اور طرفہ وطراف پسران عبداللہ بن دجاجہ حنیفی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

مختار ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۶۷ھ کو مقتول ہوا۔ مختار کے ہمراہیوں میں عبیداللہ بن علی بن ابی طالب بھی مقتول ہوئے مصعب بن زبیرؓ نے ان لوگوں کو جو قصرِ امارت کے اندر محصو رتھے گرفتار کیا۔ تمام وہ لوگ بھی جو میدانِ جنگ میں گرفتار ہوئے تھے، کوفہ کے اندر لائے گئے اور ایک وسیع مقام پر ان تمام قیدیوں کو فراہم کر کے ان کی نسبت مشورہ لیا گیا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے کہا کہ ان سب کو چھوڑ دینا چاہیے، لیکن محمد بن الاشعث اور تمام دوسرے کوفیوں نے یہ سن کر مصعب بن زبیرؓ کو اس رائے پر عمل کرنے سے منع کیا۔

مصعب بن زبیرؓ حیران تھے کہ میں کیا کروں؟ کوفی کہتے تھے

کہ ان لوگوں نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کرکے کوفہ میں کوئی ایسا گھر نہیں چھوڑا جس میں کوئی نہ کوئی قتل نہ کیا ہو۔ اگر یہ لوگ اب چھوڑ دیئے گئے تو اسی وقت تمام کوفہ باغی ہو جائے گا۔ ان لوگوں کی کل تعداد چھ ہزار تھی، جن میں صرف سات سو عرب اور باقی ایرانی لوگ تھے۔ مصعب بن زبیرؓ نے آخر سوچ کر یہی فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کو قتل کردیا جائے۔ چنانچہ وہ سب قتل کر دیئے اور اہلِ کوفہ کو اطمینان میسر ہوا، مصعب نے مختار کے دونوں ہاتھ کٹوا کر جامع مسجد کوفہ کے دروازے پر لٹکا دیئے جو حجاج بن یوسف کے عہدِ امارت تک وہاں لٹکے رہے۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

مختار ثقفی کی حکومت ختم ہوگئی

مختار ثقفی بن ابی عبیدہ بن عمرو بن عمر بن عوف بن عفرہ بن عوف بن ثقیف ثقفی اس کے باپ ابی عبیدہ بن مسعودؓ صحابی تھے۔ ابوعبیدہؓ کو حضرت عمر فاروقؓ نے ۱۳ ھ میں ایرانیوں کے خلاف ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا تھا اور اس جنگ میں ابو عبیدہؓ اور اس کے ساتھ تقریباً چار ہزار مسلمان بھی شہید ہوئے تھے۔ ابوعبیدہؓ کے بچوں میں سے صفیہ بنت ابو عبیدہؓ بھی تھی جو صالحہ اور عابدہ عورتوں میں سے تھی اور وہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی بیوی تھی۔

مختار ثقفی اس کا بھائی تھا۔ شروع میں یہ ناصبی تھا، اور حضرت علیؓ سے شدید بغض رکھتا تھا۔ مدائن میں اپنے چچا کے پاس تھا اور اس کا چچا مدائن کا نائب تھا۔

جب حضرت امام حسنؓ بن علیؓ مدائن آئے تو اہلِ عراق نے آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا۔ مختار نے حضرت حسنؓ کو برچھا مارا۔ اور آپ کو پکڑ کے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجنے کی رائے اپنے چچا کو دی۔ اس نے انکار کر دیا۔ پس شیعہ بھی اس سے بغض رکھتے تھے۔

اس نے فرضی چٹھی بنا کر لوگوں کو محمد بن حنفیہؒ کا حامی ظاہر کر کے قاتلانِ حسینؓ کے خلاف تحریک چلا کر کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور بہت سے لوگوں کو اس نے قتل کرایا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کر کے کافر ہو گیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ہشتم ص ۱۲۶۲)

مختار ثقفی کے کفریہ عقائد

مختار کی حکومت پوری ختم ہوگئی گویا کہ کبھی تھی ہی نہیں۔ مسلمان مختار کی حکومت کے زوال سے خوش ہوگئے۔ اس لیے کہ وہ شخص فی نفسہٖ سچا نہیں تھا بلکہ جھوٹا تھا اور اس کا خیال تھا کہ جبریل کے ہاتھ اس پر وحی آتی ہے۔ (تاریخ البدایہ والنہایہ ج ہشتم ص ۱۲۶۵)

نواسہ صدیقِ اکبرؓ مصعب بن زبیرؓ

۶۸ ھ میں مصعب بن زبیرؓ کو دوبارہ عراق کا عامل مقرر کیا گیا تھا۔ ۷۱ ھ میں عبد الملک بن مروان، مصعب بن زبیرؓ کے مقابلہ کے لیے عراق کی طرف چلے۔ عبدالملک نے اہلِ عراق کے نام خطوط لکھ کر انہیں اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کی۔

کوفہ میں ۷۱ھ کی دوسری کربلا

نواسۂ صدیقِ اکبرؓ مصعب بن زبیرؓ کی شہادت

امراء میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کوفہ کے ساتھ ساتھ بصرہ کا انتظام بھی مصعب بن زبیرؓ کے حوالے کردیا گیا تھا۔

مصعب بن زبیرؓ نے خود بصرہ جا کر عمر بن عبداللہ بن معمر کر بصرہ میں اپنا نائب بنا کر اسے حکم دیا کہ ضرورت پڑے تو خوارج کے مقابلے کی غرض سے خود فارس جائیں اور بصرہ میں اپنی طرف سے کسی کو نامزد کر جائیں۔

اسی طرح اس نواح کے تمام عاملوں اور صوبہ داروں کا مناسب تغیر وتبدل کرکے چند روز قیام کرکے مصعب بن زبیرؓ بصرہ سے پھر کوفہ چلے آئے۔

لیکن ۷۰ھ میں ایسی صورت حال پیش آئی کہ فارس میں

خوارج کے فتنے نے بہت زور پکڑا اور مغیرہ بن مہلب اور عمر بن عبداللہ بن معمر دونوں خوارج کے فتنے کو نہ دبا سکے مصعب بن زبیرؓ نے موصل کی حکومت سے مہلب بن ابی صفرہ کو تبدیل کر کے پھر فارس کی حکومت پر مامور کیا۔ اور حکم دیا کہ وہاں جاکر خوارج کے فتنے کر ختم کرو۔ اس میں شک نہیں کہ مہلب بن ابی صفرہ سے بہتر کوئی دوسرا شخص خوارج کا علاج نہیں کر سکتا تھا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے کہا میں تو فارس جانے سے خوش ہوں مگر فی الحال مجھ کو موصل سے جدا کرنا آپ کے لیے بے حد مضر ثابت ہو گا، اس لیے کہ عبدالملک بن مروان نے خفیہ سازشوں کا ایک جال عراق میں پھیلانا شروع کیا ہے، میں اس کی تدابیر کو خوب غور سے مطالعہ کر رہا ہوں، ایسا نہ ہو کہ میرے یہاں سے جدا ہونے کے بعد وہ اپنی تدابیر میں کامیاب ہو جائے۔

مصعب بن زبیرؓ نے فارس کی ضرورت کو اس موہوم ضرورت پر ترجیح دی اور مہلب بن ابی صفرہ کو فارس کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ مصعب بن زبیرؓ کے پاس ابراہیم ومہلب دو زبردست سپہ سالار اور تجربہ کار افسر تھے۔ انہوں نے ان دونوں میں سے ایک کو اپنے پاس سے جدا کر دیا اور ساتھ عبداللہ بن عازم کو خراسان کی حکومت پر بھیج دیا، عباد بن حصین کو مہلب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے ساتھ مامور کیا یہ دونوں بھی بڑے زبردست سپہ سالار اور جنگی تجربہ کار تھے۔ اسی طرح مصعب بن زبیرؓ نے کام کے آدمیوں کو اپنے پاس سے جدا کر کے دور دراز کے مقامات پر بھیج دیا، کوفہ میں ان کے پاس صرف ابراہیم بن مالک اور بصرہ میں عمر وبن عبداللہ بن معمر باقی رہ گئے تھے۔

عبدالملک بن مروان نے شام میں عمرو بن سعید کے قتل سے فارغ ہوتے ہی سازشی تدابیر شروع کر دی تھیں۔ اس نے فارس کی طرف اپنے آدمیوں کو بھیج کر وہاں خوارج کو توقعات دلائیں اور ان کو خروج پر آمادہ کیا۔ ادھر کوفہ اور بصرہ میں اپنے آدمیوں کو بھیج کر ہواخواہانِ بنو امیہ کے ذریعہ سازشوں کا ایک جال پھیلایا اور مصعب بن زبیرؓ کے فوجی سرداروں کو بھی خفیہ طور پر خط بھیج بھیج کر بڑے بڑے لالچ دینا شروع کئے، حتّٰی کہ مہلب اور ابراہیم کو بھی اس نے توڑنا اور اپنی طرف ملانا چاہا مگر یہ دونوں ایسے نہ تھے کہ مصعب بن زبیرؓ سے بے وفائی کرتے اس لئے مہلب فارس کی طرف روانہ ہوتے وقت فکر مند تھا۔

خادمِ اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عبدالملک کی جنگی تیاریاں

عبد الملک نے خالد بن عبید اللہ بن خالد بن اسید کو خفیہ طور پر بصرہ میں بھیجا کہ وہاں جا کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے

خلاف اور بنو امیہ کے موافق لوگوں کو ہم خیال بنائے۔ چنانچہ خالد نے بصرہ میں آکر بنو بکر بن وائل اور قبیلہ اژد میں اپنا سازشی کام شروع کیا اور ایک بڑی جماعت اپنے ہم خیال بنا لی۔ اس کا حال عمر بن دعبداللہ بن معمر کو معلوم ہو ا تو اس نے فوج بھیجی خالد کے ہمراہیوں نے مقابلہ کیا اور با لآخر خالد کو بصرہ سے نکال دیا گیا۔

بصرہ کی یہ پریشان کن خبریں جب کوفہ پہنچیں اور حالات کا صحیح علم ہوا تو ناممکن تھا کہ مصعب بن زبیرؓ خاموش بیٹھے رہتے۔ بصرہ کی ایسی تشویشناک حالت سن کر مصعب بن زبیرؓ کوفے سے بصرہ آئے اور وہاں خالد کے ہمراہیوں اور ہم خیالوں کو سزائیں دیں، جرمانے کیے اور بعض کے مکانات منہدم کروا دیئے۔ اسی طرح کوفہ میں بھی اندر ہی اندر عبدالملک بن مروان کے لوگ اپنا کام کررہے تھے، سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ فوجی سردار مثلاً عتاب بن ورقاء وغیرہ بھی اندرونی طور پر عبدالملک سے ساز باز کر چکے تھے۔

ایک طرف عبدالملک نے فوجی تیاریاں شروع کیں تو دوسری طرف کوفہ اور بصرہ کی فوجوں میں بغاوت کی سازشیں بڑے بڑے لالچ دے کر پھیلادیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ ابراہیم بن مالک اشتر

کے پاس عبد الملک بن مروان کا ایک سر بمہر خط آیا۔ ابراہیم جانتا تھا کہ اس میں کیا لکھا ہوگا۔ اس نے اس خط کو کھولے بغیر بعینہٖ مصعب کی خدمت میں پیش کردیا۔ مصعب نے اس کو کھول کر پڑا تو اس میں عبد الملک نے ابراہیم کو لکھا تھا کہ "تم میرے پاس چلے آؤ میں تم کو تمام ملکِ عراق کا گورنر مقرر کر دوں گا۔"

مصعب بن زبیرؓ نے ابراہیم سے کہا کیا تم جیسا شخص بھی ایسے فقروں میں آسکتا ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ میں تو کبھی عذر و خیانت نہ کروں گا، لیکن عبد الملک نے آپ کے تمام سرداروں کو اسی قسم کے خطوط لکھے ہیں۔ اگر آپ میری رائے مانتے ہیں تو ان تمام سرداروں کو قتل یا قید کردیں۔ مصعب نے اس رائے کو ناپسند کیا اور کسی سردار سے نہ کچھ دریافت کیا اور نہ کچھ مواخذہ کیا۔

مصعب بن زبیرؓ کی شہادت

آخر عبد الملک اپنی مکمل تیاریوں کے بعد شام سے عراق کی جانب فوج لے کر چلا۔ عبد الملک دمشق سے اس وقت روانہ ہوا جبکہ اس کے پاس رؤساءِ کوفہ کے بہت سے خطوط پہنچ چکے تھے کہ آپ کو فوراً عراق پر حملہ آور ہو نا چاہیے۔ عبد الملک نے کہا

کہ امام حسین رضی اللہ عنہ تو محض کوفہ کے بھروسے پر چل دیئے تھے اور میں ایک زبردست فوج کے ساتھ جارہاہوں۔ مجھ کو ان کی بد عہدی یا بے وفائی سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور مجھ کو یقین ہے کہ وہ جب مجھ کو ایک طاقتور فوج کے ساتھ دیکھیں گے تو ہر گز اپنے ان وعدوں سے جو وہ خطوط میں کررہے ہیں، نہ پھریں گے۔

آخر عبدالملک فوج لے کر چلا۔ ادھر سے اس کے آنے کی خبر سن کر مصعب بن زبیرؓ بھی روانہ ہوئے۔ جس زمانے میں عبد الملک کی فوج کشی کی خبر کوفہ میں پہنچی اس سے پہلے مصعب بن زبیرؓ کی فوج بہت تھوڑی تھی، عمر بن عبداللہ بن معمر کو خوارج کے مقابلے کے لیے بصرہ سے فارس کی طرف بھیج چکے تھے۔ لہٰذا عمر بن عبداللہ بھی اس لڑائی میں موجود نہ تھا۔ دارِ جاثلیق کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پہنچ کر خیمہ زن ہوئے، مصعب بن زبیرؓ کی فوج بہت تھوڑی تھی کیوں کہ عین روانگی کے وقت بہت سے لوگوں نے حیلے بہانے کرکے جانے سے انکار کردیا، جو لوگ میدان میں ساتھ آئے تھے ان میں سے بھی زیادہ حصہ دشمن سے ملا ہوا تھا اور اس بات کا منتظر تھا کہ لڑائی شروع ہو تو دشمن سے جا ملیں، غرض لڑائی شروع ہوئی۔ عبد الملک نے پوری طاقت سے اول اسی حصۂ فوج پر حملہ کیا یہ حملہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عبد الملک کے بھائی محمد بن مروان نے کیا تھا۔ طرفین سے خوب خوب دادِ شجاعت دی گئی آخر ابراہیم نے محمد بن مروان کو پیچھے دھکیل دیا محمد بن مروان کو ہزیمت ہوتے ہوئے دیکھ کر عبدالملک نے عبیداللہ بن یزید کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ محمد کی مدد کو بھیجا، اب جم کر مقابلہ ہونے لگا، اسی معرکہ میں مسلم بن عمر باہلی (قتیبہ بن مسلم کا باپ) بھی کام آیا۔

ابراہیم پر دشمنوں کا ہجوم دیکھ کر مصعب بن زبیرؓ نے عتاب بن ورقاء جو پہلے ہی درپردہ عبد الملک کی بیعت کر چکا تھا۔ وہ قرار داد کے موافق فوراً میدان سے فرار ہو گیا۔ ابراہیم دشمنوں کے نرغے میں گھر کر بڑی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا، ابراہیم بن مالک کے مارے جاتے ہی عبدالملک اور اہلِ شام کا دل بڑھ گیا اور ان کو اپنی فتح کا کامل یقین ہو گیا۔[1]

کوفیوں کی نواسہ رسول ﷺ کے بعد پھر غداری

مصعب بن زبیرؓ نے دوسرے سرداروں اور اپنے ہمراہیوں سے آگے بڑھنے اور حملہ کرنے کے لیے کہا مگر کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلا، سب نے اس کان سنا اور اس کان اڑادیا معدودے چند آدمی تھے جو میدان میں لڑ رہے تھے باقی تمام فوج کوفیوں کی کھڑی ہوئی

[1] تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۸۰

خادم السنۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

تماشا دیکھ رہی تھی۔

نواسہ صدیق اکبرؓ سے غداری

کوفیوں کی غداری درحقیقت اس غداری سے جو انہوں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے کی، بہت بڑھی ہوئی تھی کیوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دینے میں ان کو ابنِ زیاد اور لشکر نے مجبور کردیا تھااور خوف وہراس ان پر غالب ہو گیا تھا، لیکن مصعب بن زبیرؓ کا ساتھ نہ دینا سراسر ان کی شرارت وغداری اور محسن کشی تھی۔ عبدالملک یہ نہیں چاہتا تھا کہ مصعب بن زبیرؓ قتل کیے جائیں۔ اس لیے اس نے اپنے بھائی محمد بن مروان کو مصعبؓ کے پاس بھیجا اور کہلا بھجوایا کہ آپ کی طرف سے اب لڑائی کی شکل بگڑ چکی ہے، آپ کو کسی طرح فتح نہیں ہو سکتی میں آپ کو امان دیتا ہوں آپ میری امان قبول کر لیں۔ مصعبؓ نے اس کا انکاری جواب دیا اور کہا کہ مجھ کو صرف اللہ کی امان کافی ہے اس نے مصعب بن زبیرؓ کے بیٹے عیسیٰ سے محمد بن مروان نے کہا کہ تم کو اور تمہارے باپ مصعبؓ دونوں کو امیر المؤمنین عبدالملک نے امان دی ہے عیسیٰ نے یہ سن کر باپ سے آکر کہا: مصعب نے کہا کہ ہاں یہ تو مجھ کو یقین ہے کہ اہلِ شام تمہارے ساتھ وعدہ پورا کریں گے اگر تمہارا جی چاہے تو تم ان کی امان میں چلے جاؤ عیسیٰ نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہا کہ میں قریش کی عورتوں کو یہ کہنے کا موقع ہر گز نہ دوں گا کہ عیسیٰ اپنی جان بچانے کے لیے باپ سے جدا ہو گیا۔ مصعبؓ نے کہا تم اپنے چچا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف مکہ روانہ ہو جاؤ اور ان کو اہلِ عراق کی غداری کا حال سناؤ۔ مجھ کو یہی چھوڑ جاؤ میں نے اپنے آپ کو مقتول سمجھ لیا ہے۔ عیسیٰ نے کہا میں یہ خبر جا کر نہ سناؤں گا، مناسب یہ ہے کہ آپ اس میدانِ جنگ سے واپس چلیں اور سیدھے بصرے پہنچیں وہاں کے لوگ آپ سے بہت خوش ہیں اور آپ کے ہر طرح مطیع ہیں۔ بصرہ پہنچ کر کچھ تدارک کیا جاسکے گا یا پھر مکہ کی طرف چلیے۔[1]

عبدالوحید الحنفی

نواسہ صدیقِ اکبرؓ کی جرأتِ ایمانی

مصعبؓ نے کہا: کہ صاحبزادے یہ ممکن نہیں ہے کیوں کہ تمام قریش میں میرے میدان کے بھاگنے کا چرچا ہو جائے گا بہتر یہ ہے کہ تم ہر ایک خیال کو چھوڑ دو اور دشمن پر حملہ کرو عیسیٰ یہ سنتے ہی اپنے چند ہمراہیوں سمیت دشمن پر حملہ آور ہوا اور سینکڑوں کو خاک وخون میں لٹاکر مصعب بن زبیرؓ کی آنکھوں کے سامنے خود بھی ہمیشہ کے لیے سوگیا اس کے بعد عبدالملک آگے بڑھ کر آیا اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بڑی منت واصرار سے

[1] تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۸۴

کہا کہ آپ اب میدان سے چلے جائیں یا امان قبول کرلیں یہاں تک کہ اس نے اس اصرار میں الحاح وعاجزی سے کام لیا مگر مصعبؓ نے اس کی طرف مطلق التفات نہ کیا۔ یہ وقت بھی عجیب وغریب وقت ہو گا کہ عبد الملک اپنی خفیہ تدبیر کے نتائج دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہو گا۔

کوفیوں کا لشکر میدان میں موجود ہے مگر اپنے امیر کا ساتھ نہیں دیتا اور دور سے تماشا دیکھ رہا ہے دوسری طرف مصعب بن زبیرؓ حیران ہوں گے کہ جو لشکر میرے اشاروں پر کام کرتا اور گردنیں کٹواتا تھا وہ میری مدد نہیں کرتا۔ کوفیوں نے مصعب بن زبیرؓ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں کے قتل کرانے میں ایک ہی درجہ کا جرم کیا لیکن یہ دونوں جرم دو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے وہاں امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے دشمنوں کو چاہتے تھے کہ وہ ان کو میدانِ جنگ سے مکہ یا دمشق یا کسی اور طرف کوچ کر جانے دیں۔ یہاں مصعب بن زبیرؓ کے دشمن خود چاہتے تھے کہ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ میدان سے نکل جائیں۔ وہاں امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بات قبول نہیں کی اور یہاں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے دشمنوں کی بات نہیں مانی، نتیجہ دونوں کا ایک ہی ہوا۔

مصعب بن زبیرؓ اپنے بیٹے عیسیٰ کے مارے جانے کے بعد اپنے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

خیمہ میں گئے سر میں تیل ڈالا، خوشبو لگا ئی اور باہر آکر شمشیر بدست دشمن پر حملہ آور ہوئے اس حملہ میں آپ کا ساتھ دینے والے صرف سات آدمی باقی تھے جو ان کے ساتھ ہی مارے گئے۔

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایسا سخت حملہ کیا کہ شامیوں کی صفوں کو درہم برہم کردیا آخر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے زخموں سے چور چور ہو کر بے ہوش ہوگئے ان کے گرتے ہی کوفیوں نے ان کا سر کاٹ لیا اور ۷۳ھ میں دس برس کے بعد کربلا کا منظر دارِ جاثلیق میں دہرایا گیا۔[1]

اہلِ عراق کی مصعب بن زبیرؓ سے غداری

جب اہلِ عراق نے مصعب بن زبیرؓ سے غداری کا قصد کیا۔

مقام مسکن دیر جاثلیق کے قریب دونوں فوجوں میں معرکہ کار زار گرم ہوا۔ ابراہیم بن اشتر نے آگے بڑھ کر محمد بن مروان پر حملہ کیا اور محمد بن مروان کو اس جگہ سے ہٹا دیا۔ عبد الملک بن مروان نے عبد اللہ بن یزید کو آگے بھیجا۔ عبد اللہ بن یزید، محمد بن مروان کے قریب پہنچ گیا۔

طرفین میں فوجیں درہم برہم ہو کے مل گئیں۔

مسلم بن عمرو الباہلی، یحیٰی بن مبشر (متعلقہ قبیلہ ثعلبہ بن

[1] تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۸۶

یربوع) اور ابراہیم بن الاشتر میدان جنگ میں قتل ہوگئے۔

عبد الملک کی مصعب بن زبیرؓ کو امان کی پیشکش

عبد الملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان کے ذریعے مصعب بن زبیرؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کو امان دیتا ہوں۔ مصعب بن زبیرؓ نے جواب دیا کہ: مجھ جیسا شخص اس موقعے سے دو ہی صورتوں میں واپس ہٹ سکتا ہے، یا وہ غالب ہو یا مغلوب۔[1]

مصعب بن زبیرؓ کا قاتل

نواسہ صدیق اکبرؓ کا قاتل مختار کے گروہ کا تھا۔

جنگ میں تیروں نے مصعب بن زبیرؓ کو چھلنی کر دیا تھا۔ زایدہ بن قداقہ نے یہ حالت دیکھ کر مصعب بن زبیرؓ پر حملہ کردیا۔ اور نیزے کا ایک کاری وار کیا۔ اور کہا کہ یہ مختار کا بدلہ ہے۔

عبد اللہ بن طبیان نے ان کے قریب گھوڑے سے اتر کر ان کا سر تن سے جدا کردیا اور کہا کہ اس نے میرے بھائی نابئی بن زیاد کو قتل کیا تھا۔

عبد اللہ بن طبیان، مصعب بن زبیرؓ کا سر لے کر عبد الملک بن مروان کے پاس آیا۔ عبد الملک نے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔

---

[1] تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۸۷

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے آپ کے حکم کی اطاعت میں انہیں قتل نہیں کیا بلکہ ان سے مجھے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لینا تھا۔ اور محض سر اٹھا کر لانے کا میں کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ اور سر کو عبد الملک کے پاس چھوڑ دیا۔ انتقام کی وجہ یہ تھی کہ مصعب بن زبیرؓ نے اپنے کسی صوبہ کی پولیس پر مطرف بن سیدان اسبائلی (ثم احد بن جادة) کو افسر اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ نائبی بن زیاد بن طبیان اور قبیلہ بنی نمیر کا ایک شخص ڈکیتی کے مرتکب ہوئے تھے۔ یہ دونوں مطرف کے پاس لائے گئے۔ نائبی کو اس جرم میں بطور سزا، سزائے قتل دی گئی اور دوسرے شخص کو کوڑے لگا کر چھوڑ دیا گیا تھا۔[1]

کوفیوں نے عبدالملک کی بیعت کر لی

عبدالملک نے اس میدان میں تمام لشکر کوفہ سے اپنی خلافت کی بیعت لی اور وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ کے قریب مقامِ نخیلہ میں چالیس دن ٹھہرا رہا جب اہلِ کوفہ کی طرف سے بہر حال اطمینان حاصل ہو گیا تو شہر میں داخل ہوا جامع مسجد میں خطبہ دیا۔ لوگوں سے حسنِ سلوک کا وعدہ کیا اور انعام واکرام سے خوش کیا فارس وخراسان، بصرہ، اہواز وغیرہ کے عاملوں کو خط لکھا: کہ

---

[1] تاریخ طبری ج۴ حصہ دوم ص ۸۶

رعایا سے ہمارے نام پر بیعت لے لو۔ مہلب بن ابی صفرہ کو بھی اس کی جگہ پر بدستور قائم رکھا سب نے عبد الملک کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور بجز تسلیم کرنے کے اب ان کے لیے کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ صرف عبد اللہ بن حازم نے کہا کہ وہ بھی ایک حصہ خراسان کے حاکم تھے بیعت سے انکار کیا اور بحرین بن ورقاد صریمی کے ہاتھ سے چند ہی روز کے بعد مارے گئے۔

بصرہ کی گورنری عبد الملک نے خالد بن اسید کو سپرد کی اور اپنے بھائی بشیر بن مروان کو کوفہ کا گورنر بنایا۔ مصعب بن زبیرؓ کا سر عبد الملک نے کوفہ سے دمشق کی جانب بھیج دیا تھا یہ سر جب دمشق میں پہنچ گیا تو لوگوں نے اس کی تشہیر کا ارادہ کیا لیکن عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنتِ یزید بنِ معاویہ نے لوگوں کو ممانعت کی اور ان کے سر کو لے کر غسل دینے کے بعد دفن کر دیا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے بھی عبد الملک کی اطاعت اختیار کر کے لوگوں سے بیعت لے لی۔

عیسیٰ بن مصعب بن زبیرؓ اور مصعب کی تدفین

مصعب بن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبد الملک بن مروان نے اہلِ عراق کو بیعت کے لیے بلایا۔ لوگوں نے آکر بیعت کی۔ مصعب بن زبیرؓ دیر جاثلیق کے متصل دریائے قارون پر قتل کیے

گئے۔ عبد الملک بن مروان نے مصعب بن زبیرؓ اور ان کے بیٹے عیسیٰ کی تجہیز و تدفین کا حکم دیا اور دونوں دفن کر دیے گئے۔

جب مصعب بن زبیرؓ قتل کر دیے گئے تو عبد الملک بن مروان نے حکم دیا کہ ان دونوں کو سپرد خاک کر دو اور کہا کہ بخدا میری اور ان کی قدیم دوستی تھی۔ مگر کیا کیا جائے سلطنت ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں ان باتوں کا مطلق لحاظ نہیں کیا جاتا۔

مصعب بن زبیرؓ کا سر جب عبد الملک کے سامنے لایا گیا تو عبدالملک نے اس کی طرف دیکھ کر کہا: "قریش میں تمہارا مثل اب نہیں رہا۔" (تاریخ طبری ج۴۔ حصہ دوم ص۸۸)

کوفیوں خارجیوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب کسی کی کامیابی کے آثار دیکھتے اسی کے حامی بن جاتے، جیسے کربلا میں حضرت حسینؓ کو چھوڑ دیا اب نواسہ صدیقِ اکبرؓ کو چھوڑ کر عبدالملک بن مروان کے ساتھ ہو گئے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا مصعب بن زبیرؓ کی شہادت پر خطبہ

جب حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو مصعب بن زبیرؓ کے قتل کی خبر ہوئی تو خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا:

"تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے پیدا کیا، جس کے

ہاتھ میں حکومت ہے، جسے چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے، جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ جان لو حق و صداقت جس کے ساتھ ہو وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ چاہے وہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اسے کبھی عزت نصیب نہیں ہوتی، جس کی دوستی شیطان اور اس کے گروہ سے ہو چاہے اس کی امداد کے لیے تمام بنی نوع انسان ہی کیوں نہ ہوں۔

ہمیں عراق سے ایک خبر ملی ہے جس نے ہمیں رنجیدہ بھی کیا ہے اور خوش بھی۔ اور وہ یہ ہے کہ مصعب بن زبیرؓ (اللہ کی رحمت ان پر نازل ہو) قتل ہو گئے ہیں۔ ہمیں خوشی اس لیے ہوئی ہے کہ انہیں درجہ شہادت نصیب ہوا۔

غم اس لیے کہ ایک محب صادق کی جدائی ایک سوزش نہانی ہے جو اس کے دوست کو مصیبت جدائی میں ستاتی ہے۔ مگر عقلاء ان تمام باتوں کے بعد صبر جمیل اختیار کرتے ہیں۔ اس وقت مجھے مصعبؓ کی موت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ حالاں کہ اس سے پہلے زبیرؓ کی موت کا صدمہ سہ چکا ہوں۔

نیز حضرت عثمانؓ کی شہادت کا رنج بھی ایسا نہیں جسے میں نے فراموش کر دیا ہو۔ مصعبؓ بھی اللہ کے ایک بندے اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

میرے دست و بازو تھے۔ مگر صدمہ اس بات کا ہے کہ اہلِ عراق نے ان سے بے وفائی کی ہے۔ منافقت کی اور بہت تھوڑی قیمت کے عوض دشمن کے ہاتھوں دے دیا۔ پس اگر وہ مارے گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیوں کہ ہم اپنے بستروں پر پڑے رہ کر مرنے کے عادی نہیں ہیں۔ ہم ہمیشہ نیزوں کا نشانہ بنائے گئے اور تلواروں کے سائے میں جان دیتے رہے ہیں۔

رہی یہ دنیا یہ اس شہنشاہ اعلیٰ کی طرف اسی کی حکومت و سلطنت کو بقائے دوام حاصل ہے۔ ایک رعایت ہے اگر وہ سامنے آئے گی تو اسے غرور اور خوشی کے عالم سنبھالنے والا نہیں اور وہ پیٹھ پھیرے گا تو ذلیل بے وقوفوں کی طرح میں روؤں گا نہیں۔ میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔" (طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۹۲)

عبد الملک کی اہلِ کوفہ کو دعوت

مصعب بن زبیرؓ کے قتل کرنے کے بعد عبد الملک بن مروان کوفہ میں داخل ہوئے۔ ۷۲ھ میں عبد الملک نے بشیر بن مروان کو کوفہ کا اور خالد بن عبد اللہ بن خالد بن اسید کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۹۵)

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

باب...3

شہادت ابنِ زبیرؓ

عبد الملک اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

عبد الملک نے عراق پر قابض و متصرف ہونے کے بعد عروہ بن انیف کو چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ مدینہ کے باہر قیام کرنا، جب تک میرا دوسرا حکم پہنچے مدینہ میں ہرگز داخل نہ ہونا۔ مدینہ میں حرث بن حاطب بن حرث بن معمر صمجی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے حاکم وعامل مقرر تھے۔ عروہ کے قریب پہنچنے کی خبر سن کر حرث مدینہ سے چل دیئے۔ عروہ ایک مہینے تک مدینہ کے باہر مقیم رہا اور بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے عبد الملک کے حکم کے موافق دمشق کو واپس ہوگیا اور حرث پھر مدینہ واپس آگئے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سلیمان بن خالد کو خیبر و فدک کا عامل مقرر فرما کر روانہ کیا تھا، عبد الملک نے عبد الملک بن حرث بن حکم کو چار ہزار فوج دے کر روانہ کیا کہ حجاز پر تصرف کرتا ہوا چلا جائے۔ اس نے وادی القریٰ میں پہنچ کر قیام کیا اور وہاں سے ابنِ قمقام کو ایک دستہ فوج کے ساتھ خیبر کی

طرف روانہ کیا کہ سلیمان پر شبخون مارو۔ سلیمان گرفتار ہو کر مقتول ہوا اور ابنِ قمقام نے خیبر میں قیام کیا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حجاز پر حملہ آوری کی خبر سن کر حرث بن حاطب کومدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کرکے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مدینہ منورہ کا عامل مقرر فرمایا۔ جابر نے مدینہ منورہ پہنچ کر ابو بکر بن ابو قیس کو چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے خیبر کی طرف روانہ کیا۔ ابنِ قمقام اور ابو بکر کی جنگ ہوئی۔ ابنِ قمقام شکست کھا کر بھاگا اور اس کے ہمراہی کچھ میدانِ جنگ میں مارے گئے اور کچھ فرار ہو کر اپنی جان سلامت لے گئے۔

عبد الملک بن مروان کو یہ خبر پہنچی تو اس نے طارق بن عمر کو حجاز کی مہم کا افسر بنا کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ وادی القریٰ اور ایلہ کے درمیان قیام کرکے جہاں تک ممکن ہو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عاملوں کو تصرف سے روکو اور حجازیوں میں ہمارے خلاف جو تحریک پیدا ہو، اس کو کامیاب ہونے سے پہلے مٹانے کی کوشش کرو۔

طارق نے عبد الملک کے موافق حجاز میں پہنچ کر قیام کیا اور ایک زبر دست فوج کا دستہ خیبر کی طرف روانہ کیا۔ وہاں جنگ ہوئی اورا بو بکر بن ابو قیس معہ دوسو ہمراہیوں کے میدانِ جنگ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں مقتول ہوا۔ طارق نے خیبر میں جاکر قیام کیا۔ جابر بن اسود نے یہ خبر سن کر مدینہ منورہ سے دو ہزار آدمیوں کا ایک لشکر طارق سے لڑنے کے لیے خیبر کی طرف روانہ کیا۔ خیبر کے قریب دونوں لشکروں کی سخت لڑائی ہوئی۔ طارق نے فتح پائی اور میدانِ جنگ کے قیدیوں اور زخمیوں کو قتل کر ڈالا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جابر بن اسود کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے سنہ ۷۰ھ میں طلحہ بن عبد اللہ بن عوف معروف بہ طلحۃ النداء کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا۔

اس کے بعد خیبر کا علاقہ عبدالملک بن مروان کی حکومت میں شامل رہا۔ دو برس تک طرفین میں کوئی قابلِ تذکرہ معرکہ آرائی نہیں ہوئی اور عبدالملک کی توجہ عراق وایران کی طرف مبذول رہی۔[1]

حجاج بن یوسف کی عبد اللہ بن زبیرؓ سے مقابلہ کے لیے روانگی

۷۲ھ میں عبد الملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے مکہ روانہ کیا۔ اس مہم پر حجاج بن یوسف ہی کو بھیجنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب عبد الملک

[1] تاریخ طبری ج ۴ حصہ دوم ص ۹۲ مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

نے شام کی طرف واپس جانے کا قصد کیا تو حجاج بن یوسف نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے امیر المومنین! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن زبیرؓ کو گرفت میں لے لیا اور ان کی کھال کھینچی ہے۔اس لیے آپ مجھے ان کے مقابلے کے لیے بھیج دیں۔

عبد الملک نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور شامیوں کی ایک زبردست فوج کے ساتھ حجاج بن یوسف کو روانہ کیا۔

حجاج مکہ پہنچا۔عبد الملک نے اس سے پہلے اہلِ مکہ کو خط کے ذریعے مطلع کر دیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو تمہیں امان دی جاتی ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حجاج بن یوسف کی مکہ روانگی

مصعب بن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبد الملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے مکہ روانہ کیا۔

حجاج بن یوسف شامیوں کی دو ہزار افواج کے ساتھ ماہ جمادی ۷۲ ھ میں روانہ ہوا۔مدینہ چھوڑتا ہوا عراق کے راستے طائف پہنچا اور وہیں خیمہ زن ہو گیا۔اس طرف سے حجاج مقام عرفہ پر جو حل [1] میں حرم مکہ کے باہر جو واقع ہے فوج کو بھیجتا۔

[1] "حل" ماسوائے حرم کے علاقہ کو کہتے ہیں، جہاں جنگ کرنا جائز ہے۔

دوسری طرف ابن زبیرؓ اس کے مقابلہ پر مہم روانہ کرتے۔ دونوں کی فوجوں میں اس مقام پر جنگ ہوتی۔ ہر مرتبہ ابن زبیرؓ کے سواروں میں شدید مقابلہ ہوتا لیکن وہ کامیاب نہ ہوتے۔

طارق بن عمرو کی کمک پانچ ہزار فوج

حجاج بن یوسف نے عبد الملک کو خط لکھ کر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کرنے اور حرم میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس درخواست پر عبد الملک نے ۵۰۰۰ فوج طارق بن عمرو کے ہمراہ بھیج دی۔ ذی قعدہ ۷۲ ھ میں حجاج طائف سے روانہ ہو کر بیر میمون پر فروکش ہوا۔ اور ابن زبیرؓ کا محاصرہ کر لیا۔

حاجیوں نے اس سال ۷۲ ھ میں اسی حالت میں حج کیا کہ ابن زبیرؓ محصور تھے۔ وہ ذیقعدہ ۷۲ھ میں محصور کیے گئے۔

طارق بن عمر کی مکہ آمد

طارق مکہ میں ماہ ذی الحجہ میں داخل ہوا۔ وہ احرام باندھے ہوئے تھا، مگر مسلح رہتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے قتل ہونے تک اس کی یہی روش رہی۔

قربانی کے روز ابن زبیرؓ نے مکہ میں قربانی کی مگر اس سال وہ خود حج نہ کر سکے۔ اور نہ ان کے ساتھی۔ اس لیے کہ وہ وقوف عرفات نہیں کر سکے کیوں کہ محصور تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حجاج بن یوسف نے حج کرایا

حجاج بن یوسف کی فوجیں مکہ کے گرد و نواح میں حجون سے لے کر بیر میمون تک پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں۔حاجیوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ میں سعی کی۔ حجاج بن یوسف نے لوگوں کو حج کا خطبہ دیا۔

لیکن محاصرہ کی وجہ سے کعبہ کا طواف کرنے کے لیے اندر نہیں جا سکا۔اس کی تمام فوج مسلح تھی۔ایک صاحب جو حج کر نے آئے ہوئے تھے ان کے بیان کے مطابق انہوں نے اسے عرفات میں پہاڑی چٹانوں کے اپنے گھوڑے پر سوار زرہ اور خود پہنے ہوئے دیکھا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابن زبیرؓ نے ۶ ماہ ۱۷ روز تک جنگ کی

نواسہ صدیق اکبرؓ، صحابہ کرامؓ میں سے آخری صحابی، ساتویں خلیفہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ذیقعدہ ۷۲ ھ سے لے کر ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷۳ ھ تک محاصرہ کے باوجود چھ ماہ سترہ روز تک جنگ کی اور آخری سانس تک مقابلہ جاری رکھا۔

عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھیوں کی علیحدگی

اس طویل محاصرہ کی وجہ سے آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ کر جا چکے تھے اور مکہ کے اکثر باشندے وعدہ معافی لے کر حجاج بن

یوسف کے پاس چلے گئے۔

حضرت ابن زبیرؓ کا حضرت اسماءؓ سے مشورہ

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ لوگوں کی اس بے وفائی و ترک نصرت کو دیکھ کر اپنی والدہ حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ صدیق کے پاس گئے۔ان سے کہا کہ لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔یہاں تک کہ اب میرے ساتھ مٹھی بھر آدمی ہیں۔ جن کی قوت مدافعت تھوڑی دیر کی مہمان ہے۔میرے دشمن جو میں مانگوں مجھے دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ بتائیں کہ آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت اسماءؓ اور ابن زبیرؓ کی گفتگو

حضرت اسماءؓ نے کہا:

اے میرے بیٹے! بخدا خود تم ہی اپنے حال سے زیادہ واقف ہو۔اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم حق و صداقت پر ہو اور اس کی طرف دعوت دیتے ہو تو اسے پورا کرو۔کیوں کہ اسی بنا پر تمہارے طرف داروں نے اپنی عزیز جانیں تمہاری خاطر قربان کی ہیں۔اپنی گردن پر دوسروں کو قبضہ نہ کرنے دو کہ دوسرے اس سے کھیلتے رہیں۔ اور اگر تمہاری یہ کوشش دنیا حاصل کرنے کے لیے ہے تو تم بد ترین خلائق ہو۔تم نے اپنے

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور جو تمہارے ساتھ مارے گئے، ان کا خون بھی رائیگاں گیا۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ اگرچہ میں تو صداقت و راستی پر ہوں مگر چوں کہ میرے ساتھی مجھے چھوڑ گئے ہیں اور دشمنوں سے جا کر مل گئے ہیں، اس لیے میں بھی اپنے میں کمزوری محسوس کرتا ہوں، تو یہ شرفاء یا نیک بندگانِ خدا کا مسلک نہیں۔ دنیا میں تم ہمیشہ تو رہ سکتے نہیں، اس لیے موت ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ (تاریخ طبری ج۴ ص۱۰۹)

ابنِ زبیرؓ کا والدہ کے سوال کا جواب

اس گفتگو کو سن کر ابن زبیرؓ اپنی والدہ سے اور قریب ہوگئے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور عرض کی:

اللہ کی قسم! میری بھی یہی رائے ہے۔ خدا کی قسم! میں نے نہ تو دنیا کی طرف میلان کیا نہ دنیا میں رہنا چاہتا ہوں۔ حکومت کے لیے میری جدوجہد ذاتی اعراض پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ لِوَجْہِ اللہ میں نے یہ مہم اپنے سر لی تھی۔ میں نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ حرم محترم کی حرمت مٹا دی جائے۔ مگر اس وقت میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی رائے بھی لے لوں۔ آپ نے میرے ارادے کو اور بھی مستحکم کر دیا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں، میں آج مارا جاؤں گا مگر آپ مجھ پر رنج و غم نہ کریں اور مجھے اللہ کے سپرد کر دیں۔

میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ نہ میں نے کسی ایسے کام کے کرنے کا ارادہ کیا جس سے میری عزت پر دھبہ آئے اور نہ میں نے کوئی اور برا کام کیا۔ نہ اللہ کے احکام کی تعمیل میں حد سے تجاوز کیا، نہ کسی کو امان دے کر اسے توڑا۔ نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا۔ جب کبھی کسی ماتحت افسر کے ظلم کی اطلاع مجھے ہوئی، میں نے کبھی اسے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اسے سرزنش کر دی۔ اللہ کی خوشنودی میرے نزدیک ایک سب سے بڑھ کر سفارش تھی۔

میں جو کہہ رہا ہوں، یہ اس لیے نہیں کہ میں نے برے اعمال کیے ہیں۔ اپنے آپ کو ان سے علیحدہ کر رہا ہوں۔ بلکہ اے اللہ! تو خوب مجھ سے واقف ہے۔ کوئی شے تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اس بیان سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میرے ان حالات کو معلوم کر کے میرے بعد میری ماں کو رنج نہ ہو۔ بلکہ وہ میری خوبیوں سے ایک گونہ اطمینان و تسلی حاصل کر سکیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت اسماءؓ کا اطمینان

عبد اللہ بن زبیرؓ کی ماں نے فرمایا:

مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے اس جہان فانی سے رحلت کر گئے تو میں صبر و ثبات و استقلال سے تمہاری

موت پر صبر کروں گی۔ اور اگر میں تم سے پہلے مر گئی تو میرے جی میں آتا ہے کہ کم از کم میں دیکھ تو لوں کہ تمہاری اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟ (تاریخ طبری ج۴ ص۱۰۹)

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی دعا

حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا:

اے والدہ محترمہ! اللہ آپ کو اس کی جزائے خیر دے آپ مہربانی فرما کر میرے لیے دعا ضرور فرماتی رہیں۔

والدہ نے کہا کہ ایسا ہر گز نہیں ہو گا کہ میں تمہارے لیے دعا نہ کروں۔ کیوں کہ مجھے یقین کامل ہے کہ چاہے اور کسی شخص نے باطل کے لیے اپنی جان دی ہو۔ مگر تم نے تو حق و صداقت کی راہ میں اپنی جان عزیز قربان کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ دعا مانگی:

اے اللہ! تو اس کی شب ہائے دراز میں عبادت کے لیے شب بیداری اور مکہ اور مدینہ کی دوپہریوں میں عبادت میں آہ و بکا کرنے روزے میں شدت تشنگی کے برداشت کرنے اور اپنے باپ اور مجھ سے حسن سلوک کی وجہ سے اس پر رحم فرما۔

اے اللہ! اس کے معاملے کو میں نے تیرے سپرد کر دیا ہے اور جو کچھ تو نے فیصلہ کیا ہے میں اس پر خوش ہوں۔ میرے بیٹے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

عبد اللہ کی وجہ سے تو مجھے صبر و شکر کرنے والوں کا سا ثواب عطا فرما۔ (آمین) (تاریخ طبری ج۴ ص۱۰۹)

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی والدہ سے آخری ملاقات

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اپنی والدہ کے پاس گئے تو زرہ اور خود پہنے ہوئے تھے۔ سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ سلام کیا، انہوں نے جواب دیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ آخری رخصت کا وقت ہے تم مجھ سے دور مت ہو۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے فرمایا: میں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اس جہان فانی میں قیام کا یہ آخری دن ہے۔

اس کے علاوہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میں ایک مضغہ گوشت ہوں گا۔ جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

ان کی ماں نے کہا: اپنے ارادے کو پورا کرو۔ اپنے آپ کو ابن ابی عقیل کے حوالے تک نہ کرو۔ میرے قریب آؤ تا کہ میں تمہیں رخصت کروں۔

حضرت اسماءؓ کی ابنِ زبیرؓ کو صبر کی تلقین

چناں چہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اور قریب ہوئے۔ ان کے بوسے لیے اور گلے ملے۔ جب انہیں زرہ چبھی تو انہوں نے فرمایا کہ

جو لوگ جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں، وہ زرہ نہیں پہنا کرتے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا کہ میں نے زرہ اس لیے پہنی ہے تاکہ آپ کو تسلی رہے کہ میں پورے طور پر مسلح ہو کر مقابلے کے لیے جا رہا ہوں۔

اس پر ان کی ضعیف العمر ماں نے فرمایا کہ ان باتوں سے مجھے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے زرہ اتار دی اور آستین چڑھائی۔ اپنی قمیض کے دامن سے اپنی کمر باندھ لی اور ململ کا جبہ جو قمیض کے نیچے تھا، اس کے نیچے حصہ کو بھی کمر کے پٹکے میں لپیٹ لیا۔

عبدالوحید الحنفی
خادم اہلسنت حافظ

ان کی ماں کہے جاتی تھی کہ کپڑے ایسے پہنو، جس سے چستی و دلیری معلوم ہو۔ انہوں نے یہ شعر پڑھا:

ان اذا اعرف یوی اصبر

اذا بعضھم یعرف ثم ینکر

میں جب اپنے معرکے کو پہچان لیتا ہوں تو صبر کرتا ہوں۔ حالاں کہ بعض لوگ جانتے ہیں اور پھر ثابت قدم نہیں رہتے۔

ان کی ضعیف ماں نے اس شعر کو سن کر کہا: تم صبر کرو گے۔ کیوں کہ اللہ کی قسم! تمہارے باپ زبیرؓ اور تمہاری ماں اسماءؓ،

ابو بکرؓ کی بیٹی اور تمہاری دادی صفیہ عبد المطلب کی بیٹی ہے۔[1]

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب

۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ بروز سہ شنبہ (منگل) صبح کے وقت حجاج بن یوسف نے تمام ناکوں پر قبضہ کر لیا۔ اس تمام رات حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ پھر تلوار کے تلے سے کمر باندھ کر تھوڑی دیر سو گئے۔ کچھ دیر کے بعد سویرے بیدار ہوئے، صبح ہونے پر سعد سے کہا: اذان دو۔ سعد نے مقام ابراہیم کے پاس اذان دی۔

آپ نے وضو کیا، دو رکعت سنت فجر پڑھی۔ پھر آگے بڑھے۔ موذن نے اقامت کہی اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو نمازِ فجر پڑھائی۔ دونوں رکعتوں میں سورہ ن والقلم حرف بہ حرف تلاوت کی اور نماز مکمل کر کے سلام پھیرا۔ پھر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

آپ لوگ اپنے چہرے کھول دیں تاکہ میں آپ کو دیکھ سکوں۔

اس حکم کی تعمیل میں لوگوں نے اپنے چہرے کھول دیے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

---

[1] تاریخ طبری ج۴ ص۱۰۹

خادم اہلسنت عبد الوحید حنفی

تم ہر گز تلواروں کے لڑنے سے خائف نہ ہونا کیوں کہ مجھے اس کا تجربہ ہے۔ کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس میں زخمی نہ ہوا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ زخم کے علاج کرنے کی تکلیف تلوار کے لگنے سے زیادہ سخت ہے۔ جس طرح تم اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسی طرح تلواروں کو بھی بچانا کیوں کہ میں کسی ایسے شخص سے واقف نہیں ہوں کہ جس کی تلوار ٹوٹ گئی ہو اور وہ پھر بھی زندہ باقی رہا ہو۔ کیوں کہ مرد کے پاس ہتھیار نہ ہوں تو وہ عورت کی طرح تنہا ہے۔ جب بجلی چمکے اپنی آنکھیں بند کر لینا یا تلواروں سے اپنی آنکھیں بچانا۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے مقابل کا دھیان رکھے۔ میرے متعلق سوال تمہاری اپنی توجہ کو نہ ہٹائے اور یہ ہر گز نہ کہنا کہ میں کہاں ہوں؟ البتہ جو شخص دریافت کرے، اسے بتا دینا۔ میں سواروں کے سب سے اول دستہ میں کھڑا رہوں گا۔ اللہ کا نام لے کر حملہ کرو۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شجاعت

اہلِ حمص کے ایک سردار نے جو خود اس واقعہ میں شریک تھا، بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو منگل کے روز

دیکھا تھا اور ہم حمص والے پانچ سو آدمیوں کے دستے کی صورت میں ان پر حملہ آور ہوئے تھے۔ داخلے کے لیے بھی ایک خاص دروازہ مقرر کیا گیا تھا کہ جس طرف سے ہم ہی کو داخل ہونے کا حکم تھا۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اس طرف سے تنہا ہمارے مقابلے میں آئے اور ہم سب شکست کھا کر پیچھے ہٹ جاتے۔ میں نے انہیں ابطح میں کھڑے ہوئے دیکھا کسی شخص کو آپ کے پاس حملہ کے لیے جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس سے ہمیں خیال ہوا کہ آپ مارے ہی نہ جائیں گے۔ (طبری ج ۴۔ حصہ دوم ص ۱۱۰)

مکہ کی ناکہ بندی

غرض منگل ہی کے دن حرم کے تمام دروازے شامیوں سے بھر گئے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی فوج والوں نے مدافعت کے مقامات دشمن کے حوالے کر دیے۔ دشمن کی تمام فوجیں ان میں سما گئیں۔ ہر دروازے پر خاص خاص جماعتیں، افسر اور کئی ایک دوسرے لوگ متعین کر دیے گئے۔ چناں چہ جس دروازے پر حمص والے متعین تھے وہ بالکل کعبے کے سامنے تھا۔ اسی طرح دمشق والے باب بنی شیبہ پر۔ اہلِ اردن باب الصفاء پر، اہلِ فلسطین باب بنی جمح پر، اہل قنسرین باب بنی سہم پر متعین کر

خادم اہل السنۃ حافظ عبد الوحید الحنفی

دیے گئے تھے۔ حجاج بن یوسف اور طارق بن عمرو دونوں کی فوجیں ابطح کی سمت مروہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کبھی ایک سمت میں دشمن کا مقابلہ کرتے اور کبھی دوسری سمت۔اس وقت آپ کی مثال شیر نیستان کی طرح تھی، کہ جب دشمن کی جماعتیں آپ پر حملہ آور ہوتیں، آپ ان کے پیچھے جوابی حملہ کے لیے جھپٹتے۔حالاں کہ وہ دروازے پر ہی کھڑی ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ دروازے سے باہر انہیں نکال دیتے۔(طبری ج۴ حصہ دوم ص۱۱۱)

خادم اہلسنّت عبدالمجید الحنفی

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت

آخر عبد اللہ بن زبیرؓ نے دشمن پر حملہ کیا اور حجون تک انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ایک اینٹ آپ کے چہرے پر لگی جس کی وجہ سے آپ کو چکر آگیا اور تمام چہرہ لہو لہان ہوگیا۔جب خون کی گرمی جو چہرے سے بہہ رہا تھا آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

فلسنا　علی　الاعقاب　تدمی　کلومنا
ولکن　علیٰ　اقدامنا　تقطر　الدما

ترجمہ: ہم ان لوگوں میں سے نہیں کہ جو پشت پر زخم کھاتے

ہیں۔ اور ایڑیاں ان کے خون سے حنائی ہوتی ہیں بلکہ خون ہمارے پنجوں پر گرتا ہے۔

اور پھر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور شہید ہوگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ایک مجنون لونڈی آپ کو گرتے دیکھ کر چلائی:

وٗالامیرالمومنینا۔۔۔

افسوس! امیر المومنین شہید ہوگئے۔

کیوں کہ جہاں آپ شہادت کے وقت گرے تھے اس نے دیکھ لیا تھا۔اور لوگوں کو بتانے کے لیے ان کی طرف اشارہ کیا۔

شہادت کے وقت سفید لباس آپ کے زیب تن تھا۔[1]

منذر بن جہم الاسدی کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ قتل ہوئے،اس روز اس نے آپ کو دیکھا تھا۔آپ کے ساتھ بیشتر ساتھی آپ کو چھوڑ کر چلے گئے اور تقریباً دس ہزار افراد حجاج سے جا ملے تھے۔(طبری ج۴۔حصہ دوم ص۱۰۷)

حضرت اسماءؓ بنتِ صدیقؓ کا صبر

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ آپ کے جسم کے پاس آئیں اور انہوں نے آپ کے

1 طبری ج۴ حصہ دوم ص۱۱۱

پاس کھڑے ہو کر آپ کے لیے لمبی دُعا کی اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہ گرا، پھر وہ واپس چلی گئیں۔[1]

حضرت عبد اللہؓ کی ماں آپ کی شہادت کے بعد صرف ۵ یا دس ہی دن زندہ رہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

طارق بن عمرو کا ابن زبیرؓ کے متعلق اعتراف

حجاج کو جب یہ خبر ہوئی، طارق کے ساتھ آپ کی لاش پر دونوں آئے۔ طارق بن عمرو نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ان سے زیادہ جوان مرد آج تک پیدا نہیں ہوا۔

حجاج بن یوسف نے کہا: تم ایسے شخص کی تعریف کرتے ہو، جس نے امیر المومنین کی مخالفت کی۔ طارق نے جواب دیا:

بے شک ان کی یہی غیر معمولی بہادری اور شجاعت ہی تو ہمارے لیے باعث تسلی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب تھا کہ ہم نے سات ماہ سے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا، نہ انہوں نے کوئی خندق کھودی، نہ کوئی قلعہ تھا نہ کوئی اور بلند مقام تھا جو قدرتی طور پر مدافعت کا کام دیتا۔ مگر پھر بھی لڑائی میں انہوں نے اپنا پلہ ہلکا نہ ہونے دیا بلکہ انہیں کا پلہ بھاری رہا۔

[1] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۳۵۷

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب اس گفتگو کی خبر عبد الملک بن مروان کو ہوئی، اس نے طارق کے خیال کی تائید کی۔ (طبری ج۴۔ حصہ دوم ص ۱۱۲)

اہلِ مکہ کی عبد الملک بن مروان کی بیعت

حجاج بن یوسف نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، عبد اللہ بن صفوانؓ، عمارہ بن عمرو بن حزمؓ کے سروں کو عبد الملک بن مروان کے پاس شام بھیج دیا۔ اس کے بعد حجاج مکہ میں داخل ہوا اور تمام اہلِ قریش سے عبد الملک بن مروان کی بیعت لی اور حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام طارق کو عبد الملک بن مروان نے مدینہ کا والی مقرر کیا۔ طارق ۵ ماہ تک وہاں اس عہدے پر سرفراز رہا۔ (طبری ج۴ ص ۱۱۲ حصہ دوم)

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

۷۴ھ میں عبد الملک نے طارق بن عمرو کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ حجاج بن یوسف کو عامل مقرر کر دیا۔ ایک ماہ قیام کے بعد حجاج بن یوسف عمرہ کے لیے مکہ روانہ ہوا۔

خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر

حجاج بن یوسف نے کعبہ کی دیواروں کو جنہیں عبد اللہ بن زبیرؓ نے بنوایا تھا، گرا کر پھر اس کی پہلی صورت پر دوبارہ تعمیر کرایا۔ یزید کے دور میں خانہ کعبہ کے غلاف پر آگ لگنے سے

دیواریں شکستہ ہونے کی بنا پر، عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کرائی تھی اور حطیم کو بھی شامل کرایا تھا۔ حجاج نے پھر اس کو پہلی شکل میں تعمیر کر دیا۔[1]

آخری صحابیؓ خلیفہ

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ آخری صحابی خلیفہ ہیں۔ دورِ خلافتِ صحابہؓ آپ کی شہادت پر اختتام پذیر ہوا۔ ۸ جون ۶۳۲ء سے ستمبر ۶۹۲ء تک (۶۰ سال، ۳ ماہ) ۹ ربیع الاول ۱۱ ھ سے 17 جمادی الاولیٰ ۷۳ ھ تک ۶۲ سال ۲ ماہ اور آٹھ دن تک صحابہؓ کا دورِ خلافت رہا۔

اس کے بعد جس کے پاس افرادی قوت اور جنگی طاقت ہوئی وہ دوسرے سے جنگ کر کے غلبہ حاصل کرتا اور حکومت کرتا رہا۔ جن میں عادل حکمران بھی آئے اور ظالم حکمران بھی آئے۔ ۸ جون ۶۳۲ء سے فروری ۱۹۲۴ء تک مسلسل ۱۳۳۲ سال خلافت و حکومت کا سلسلہ ۹ ربیع الاول ۱۱ ھ سے رجب ۱۳۴۲ھ تک جاری رہا۔

انگریز نے جنگِ عظیم ۱۹۱۴ء میں خلافتِ عثمانیہ کو ایک سازش سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کمزور کر دیا اور آخر میں فروری ۱۹۲۴ء میں مصطفیٰ کمال پاشا نے انگریز سے مل کر خلافتِ عثمانیہ کے دار الخلافہ

[1] تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۱۴

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

پر قبضہ کر کے نظامِ خلافت ختم کر دیا اور اب ۹۰ سال سے مسلمان جمہوریت اور شہنشاہیت کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کو پارہ پارہ کر کے کئی ممالک میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ جن میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان آباد ہیں لیکن نظام " خلافت " سے محروم اور ۵۶ ملکوں میں تقسیم ہیں۔

الحمد للہ! اس سلسلہ میں جہاد جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی نصرت فرمائیں کہ پھر سے نظامِ "خلافت" کے تحت مسلمانوں کا اتحاد ہو اور پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ ہو۔ آمین۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا دورِ خلافت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں:

(۱) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا کوفہ میں قتل ہونا۔

(۲) اور پھر آپ کے عہدِ خلافت میں مختار ثقفی کذاب کا قتل ہونا اور اس کی تحریک کا ناکام ہونا۔ ایک بڑا کارنامہ ہے۔

(۳) فارس کے فتنہ خوارج کو بھی انہوں نے خوب دبایا حتی الامکان ان کو سر نہیں اٹھانے دیا۔

(۴) ان کے دورِ خلافت میں شریعت اسلام کو دنیا میں بہت رواج دیا گیا۔

ان کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حکومت وخلافت وفرمانروائی کا زمانہ ختم ہو گیا۔ وہ سب سے آخری صحابی تھے، جنہوں نے آج کے موجودہ بڑے بڑے ملکوں پر حکومت کی۔ اور یہی ایک ایسے خلیفہ تھے جن کا دارالخلافہ مکہ مکرمہ تھا۔ نہ ان سے پہلے مکہ مکرمہ دارالخلافہ بنا، نہ ان کے بعد آج تک کسی نے مکہ مکرمہ کو دارالخلافہ بنایا۔

بنی امیہ کی کل مدتِ حکومت وخلافت

	اسماء گرامی	دن	ماہ	سال	دورِ خلافت	وفات مقام
۱	حضرت امیر معاویہؓ	۰	۳	۱۹	۴۰ھ تا ۶۰ھ	طبعی دمشق
۲	یزید بن معاویہ	۱۴	۸	۳	۶۰ھ تا ۶۴ھ	طبعی دمشق
۳	محمد بن یزید	۱۱	۱	۰	۶۴ھ	طبعی دمشق
۴	مروان بن حکم	۵	۸	۰	۶۴ھ تا ۶۵ھ	عمر ۶۳ دمشق
۵	عبد الملک بن مروان	۲۰	۱	۲۱	۶۵ھ تا ۶۸ھ	۴۰سال
۶	ولید بن عبد الملک	۲	۸	۹	۸۶ھ تا ۹۶ھ	۳۹سال دمشق

	اسماء گرامی	دن	ماہ	سال	دورِ خلافت	وفات مقام
٧	سلیمان بن عبد الملک	١٥	٦	٢	٩٦ھ تا ٩٩ھ	وفات طبعی ٢٠ صفر ٩٩ھ
٨	عمر بن عبد العزیز	٥	٥	٢	٩٩ھ تا ١٠١ھ	وفات طبعی
٩	یزید بن عبد الملک	١٣	٠	٤	١٠١ھ تا ١٠٥ھ	
١٠	ہشام بن عبد الملک	٩	٩	١٩	١٠٥ھ تا ١٢٥ھ	٧٠ سال
١١	ولید بن یزید بن عبد الملک	٠	٣	١	١٢٥ ھ تا ١٢٦ھ	قتل ہوئے
١٢	یزید بن یزید بن عبد الملک	١٠	٢	٠	١٢٦ھ	
١٣	ابراہیم بن ولید	٠	٠	١	١٢٦ھ تا ١٢٧ھ	طبعی دمشق
١٤	مروان بن محمد بن عبد الملک	١٠	٢	٥	١٢٧ھ تا ١٣٢ھ	قتل ہوئے

اس طرح آل بنو امیہ کی خلافت دار الخلافہ دمشق کے تحت ٩١ سال ٧ ماہ ١٣ دن بنتی ہے۔

اگر اس سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت ٥ ماہ ١٠ دن اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا عہدِ خلافت ۷ سال ۱۰ ماہ ۳ دن نکال دیا جائے تو بنو امیہ کی کل مدتِ حکومت تراسی سال چار ماہ بنتی ہے، جو پورے ایک ہزار مہینے ہوتے ہیں۔

بنو امیہ کی حکومت اندلس میں

۱۳۹ھ تا۴۲۲ھ ۲۷۵ سال حکومت رہی۔بنو امیہ کی اندلس میں دوبارہ حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

(۱) جس میں ہشام بن عبد الملک کی اولاد میں عبد الرحمٰن اول نے ۷۵۲ھ سے ۷۸۸ھ تک حکومت کی۔ دورِ حکومت ۳۶ سال ہے۔

(۲) ہشام بن عبد الرحمٰن نے ۷۸۸ھ تا ۷۹۶ھ تک حکومت کی۔ دورِ حکومت ۸ سال ہے۔

(۳) عبد الرحمٰن ناصر نے ۹۱۲ھ تا ۹۴۱ھ حکومت ۲۹ سال ہے۔

خلافت آلِ عباس بن عبد المطلب ۱۳۳ھ تا ۲۰۵ھ حکومت ۴۸۵ سال رہی۔ خلافتِ عثمانیہ ترکیہ۶۹۹ھ تا ۱۳۳۹ ھ حکومت۶۶۵سال رہی۔

دورِ خلافت کا احیاء

خلیفہ اوّل بلا فصل حضرت ابو بکرؓ صدیق سے ”خلافت“ کا نظام

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

شروع ہوا۔ ایک ہزار تین سو انتالیس (۱۳۳۹) سال دُنیا میں نظامِ خلافت کے تحت "اسلام پھیلا" اور فتوحات پر فتوحات ہوئیں۔

۱۳۳۹ھ یعنی فروری ۱۹۲۴ء سے مسلمان دورِ زوال میں داخل ہیں اور نظام "خلافت" سے محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو پھر سے وہ طاقت عطا فرمائیں کہ دُنیا میں اسلام کا غلبہ ہو اور نظام خلافت کا احیاء ہو تا کہ دُنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہو اور ہر طرف عدل و انصاف ہو۔ آمین

وماعلینا الا البلاغ المبین

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

۱۵ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۱۲ء بروز جمعرات

☆☆☆☆

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور منیجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com